نمبر ۸ | قادیان دار الامان - یکم ذی الحج ۱۳۱۸ھ مطابق ۳ - مارچ سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ اللہ الرحمن

سلسلے کیلئے دیکھو نمبر ۱ جلد ۵

پھر دیکھو کہ تقویٰ کو ایسی اعلیٰ درجہ کی ضروری شے قرار دیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی علت غائی اسی کو ٹھہرایا ہے چنانچہ دوسری سورۃ کو جب شروع کیا ہے تو یوں ہی فرمایا ہے الم ذالک الکتٰب لا ریب فیہ ھدی للمتقین - میرا مذہب یہی ہے کہ قرآن کریم کی یہ ترتیب بڑا مرتبہ رکھتی ہے - خدا تعالیٰ نے اس میں علل اربعہ کا ذکر فرمایا ہے علت فاعلی مادی صوری - غائی ہر ایک چیز کے ساتھ یہ چار ہی علل ہوتی ہیں - قرآن کریم نہایت اکمل طور پر انکو دکھاتا ہے الم اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بہت جاننے والا ہے اس کلام کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے یعنے خدا اسکا فاعل ہے ذالک الکتٰب یہ مادہ بتایا یا یہ کہو کہ یہ علت مادی ہے علت صوری لا ریب فیہ ہر ایک چیز میں شک و شبہ اور ظنون فاسدہ پیدا ہو سکتے ہیں مگر قرآن کریم ایسی کتاب ہے کہ اس میں کوئی ریب نہیں ہے لا ریب اسی کے لئے ہے یعنے سب قسم کے ریب اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی شان یہ بتائی کہ لا ریب فیہ تو طبعاً ہر ایک سلیم الفطرت اور سعادتمند انسان کی روح اُچھلے گی اور خواہش کریگی کہ اسکی ہدایتوں پر عمل کرے - ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ قرآن شریف کی اعلیٰ اور اصلی شان کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا جاتا ورنہ قرآن شریف کی خوبیاں اور اس کے کمالات اسکا حسن اپنے اندر ایک ایسا کشش سے جذب رکھتا ہے کہ بے اختیار ہو ہو کر دل اسکی طرف چلے آئیں - مثلاً اگر ایک خوشنما باغ کی تعریف کی جاوے اس کے خوشبودار درختوں اور دل کو تر و تازہ کرنے والی بوٹیوں اور روشوں اور مصفا پانی کی بہتی ہوئی نہروں اور نہروں کا تذکرہ کیا جاوے تو ہر ایک شخص دل سے چاہیگا کہ اسکی سیر کرے اور اس سے حظ اٹھاوے اور اگر یہ بھی بتلایا جاوے کہ اس میں بعض چشمے ایسے جاری ہیں جو امراض مزمنہ اور مہلکہ کو شفا دیتے ہیں تو وہ بھی زیادہ جوش اور طلب کے ساتھ لوگ وہاں جائیں گے - اسی طرح پر قرآن شریف کی خوبیوں اور کمالات کو اگر نہایت ہی خوبصورت اور روشن الفاظ میں بیان کیا جاوے تو روح پورے جوش کے ساتھ اس طرف دوڑتی ہے وہ حقیقت میں روح کی تسلی اور سیری کا سامان اور وہ بات جس سے روح کی حقیقی احتیاج پوری ہوتی ہے قرآن کریم ہی کتاب ہے - اس نے

ثابت نہیں ہو سکتا۔ ماسوا اسکے اس عالم کے اور ہزاروں عجائبات ہیں۔ گویا یدرک ہوں۔ قل اعوذ برب الناس میں شیطان کے اُن وساوس کا ذکر ہے جوکہ وہ لوگوں کے درمیان ان دنوں ڈال رہا ہے۔ بڑا وسوسہ یہ ہے کہ ربوبیت کے متعلق غلطیاں ڈالی جائیں۔ جیساکہ امیر لوگوں کے پاس بہت مال و دولت دیکھ کر انسان سمجھے کہ یہی پرورش کرنے والے ہیں۔

اسواسطے حقیقی رب الناس کی پناہ چاہنے کے واسطے فرمایا پھر دنیوی بادشاہوں اور حاکموں کو انسان مختار مطلق کہنے لگ جاتا ہے اس پر فرمایا کہ ملک الناس اللہ ہی ہے پھر لوگوں کے ان وساوس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ مخلوق کو خدا کے برابر ماننے لگ پڑتے ہیں اور اُن سے خوف و رجا رکھتے ہیں اسواسطے الہ الناس فرمایا یہ تین وساوس ہیں انکے دور کرنے کے واسطے یہ تین تعویذ ہیں اور ان وساوس کے ڈالنے والا وہی خناس ہے وہی جسکا نام توریت میں زبان عبرانی کے اندر ناحاش آیا ہے جو حوّا کے پاس آیا تھا چھپ کر حملہ کرنیوالا۔ اس سورہ میں اسی کا ذکر ہے۔

اس میں معلوم ہوا کہ دجال بھی جبر نہیں کرے گا بلکہ چھپ کر حملہ کریگا۔ تاکہ کسی کو خبر نہ ہو جیساکہ پادریوں کا حملہ ہوتا ہے یہ غلط ہے کہ شیطان خود حوّا کے پاس گیا ہو بلکہ جیساکہ اب چھپ کر آتا ہے ویسا ہی تب بھی چھپکر گیا تھا کسی آدمی کے اندر وہ اپنا خیال بھر دیتا ہے اور وہ اس کا قائم مقام ہو جاتا ہے۔ کسی ایسے ہی مخالف دین کے دل میں شیطان نے یہ بات ڈالدی تھی۔ اور وہ بہشت جس میں حضرت آدمؑ رہتے تھے وہ بھی زمین پر ہی تھا۔ کسی بدنے اُن کے دل میں وسوسہ ڈال دیا۔

قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ میں جو اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے کہ مغضوب علیہم اور ضالین لوگوں میں سے نہ بننا۔ یعنی اے مسلمانوں تم یہود اور نصاریٰ کی خصائل کو اختیار نکرنا۔ اس میں سے ہی ایک پیشگوئی نکلتی ہے کہ بعض مسلمان ایسا کریں گے۔ یعنی ایک زمانہ آوے گا کہ اُنہیں سے بعض یہود اور نصاریٰ کے خصائل اختیار کریں گے۔ کیونکہ حکم ہمیشہ ایسے امر کے متعلق دیا جاتا ہے جسکی خلاف ورزی کرنیوالے بعض لوگ ہوتے ہیں)

فرمایا۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا کلام وحی ہوتا تھا مگر قرآن شریف ایک خاص وحی ہوتا۔ وہ ایک نور ہوتا)

۱۱۔ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء۔ فرمایا۔ (ساری خوشیاں ایمان کے ساتھ ہیں)

مراسلت

اڈیٹر شحنہ و طوطی ہند کیلئے ایک عبرت انگیز نشان

(اخبار شحنہ و طوطی ہند معہ ضمیمہ مطبوعہ میرٹھ ۸ فروری سنہ ۱۹۰۱ء دیکھنے سے سخت حیرت ہوئی ہمارا خیال ہے کہ اڈیٹر اخبار کے واہیات و خرافات کو نظر انداز کر کے جب ناظرین اخبار مذکور نے اڈیٹر موصوف کے اس مضمون کو (جسکی سرخی یہ تھی۔ مرزا صاحب قادیانی کا کلام) غور سے پڑھا ہوگا تو انکو اڈیٹر طوطی ہند کے لیاقت اور زباندانی کا پورے طور سے پتہ لگ گیا ہوگا۔ اڈیٹر صاحب اپنے مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم تو مجدد السنہ مشرقیہ ہیں ہم کو تو غصہ اس بات پر ہے کہ آپنے (مرزا صاحب نے) مجدد سے بیعت نہیں کی اور اپنا کلام بغرض اصلاح کیوں مجدد کی حضور نہیں بھیجا۔ پھر آپ باین شان اصطلاح شعر سے ہی نابلد ہیں۔ سنئے مدح بادشاہ کیواسطے منقبت اصحاب کرام اور اولیاء اللہ کیواسطے نعت رسول کے واسطے حمد و ثنا۔ خدا کیواسطے۔ آپنے سبکو ایک ہی لاٹھی سے ہانکدیا اور بجائے نعت کے ثنا اور مدح لکھا ہے۔ سچ ہے۔ گر فرق مراتب نکنی زندیقی۔ اڈیٹر شحنہ و طوطی ہند نے یہ اعتراض حضرت مقدس مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر پر کیا ہے۔ شعر

جوں زمن آید ثنا و سرور رعالی تبار
عاجز از مدحش زمین و آسمان ہر دو دیار

یقیناً ناظرین نے اس اڈیٹر کی علمی لیاقت کا اندازہ اس ۸ فروری کے پرچے سے بخوبی کرلیا ہوگا ہمکو اسوقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی اور نشان پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اڈیٹر شحنہ ہند کے لئے اپنے ہی منہ سے نکلا ہوا ندامت کا نشان یعنی ۸ فروری کا پرچہ کافی ہے انبیاء سابقہ کی پیشگوئیوں کے مطابق یہ بھی مسیح موعود مہدی مسعود کی تصدیق کا نشان ہے کہ اس امام وقت کی تکذیب کرنے والے اپنی ہی تحریروں سے شرمندہ ہوتے ہیں۔ پس ہم اتنا کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ یہ ناحق کی عداوت اڈیٹر شحنہ و طوطی ہند کے لئے سخت ندامت اور شرم کا سبب ہوئی۔ افسوس۔ معلوم ہوتا ہے اڈیٹر صاحب سوسوچ کر لکھا تب ہی نہیں پڑھا ورنہ ایسا بیہودہ اور لغو کلمہ منہ سے نہ نکالتے۔ اڈیٹر صاحب شاعری بہت دور ہے ہاں تھوڑی بہت اردو فارسی کی تعلیم پاکر کوئی شخص شاعر یا مجدد السنہ نہیں بن سکتا۔ افسوس۔ آپکو اتنی ہی خبر نہیں کہ ثنا کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے بھی استعمال کرتے ہیں۔ دیکھئے حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

زباں تا بود در دہاں جاگیر
ثنائے محمد بود دلپذیر

اڈیٹر صاحب یہ صرف مرزا صاحب کی دشمنی کا نتیجہ ہے کہ آپکی علمی لیاقت کی قلعی پہلے ہی کھل گئی اور مجددی شاعری۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب شیخ صاحب مکرم بندہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - اگر قابل اندراج ہو۔ تو درج اخبار فرما کر ممنون فرمائیں۔

تائیدات الرحمٰن
علیٰ دعاوی امام الزمان

حضرت میرزا صاحب نے جب الہام الٰہی فیض یاب ہو کر اہل اسلام کو اس کے سننے بغرض تجدید عقاید اپنے دعاوی پیش کئے۔ تو لوگوں نے بمصداق ما وجدنا علیہ اٰباءنا ان دعاوی کو تعجب کی نگاہ سے دیکھا۔ اور اُن کے کانوں نے اس مرسل الٰہی کی صدا کو حیرت سے سُنا آج بیس سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے کہ ہزاروں مسلمانوں نے بذاتی تحقیقات سے یا رؤیا و الہام سے تسلی پا کر آپکی تصدیق کی۔ اور ہزاروں لاکھوں ابھی ہیں جو بباعث نکتہ بینی کے جاتے ہیں۔ وہ واسطے از روئے انصاف و ہمدردی و حمیت دینی کے مقدم الذکر اصحاب کا [illegible] لوگوں کو دعوت کرتے رہیں۔ اس کام میں میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بقدر نرم زبانی و تحمل و متانت سے مخالف کے ساتھ گفتگو کی جاوے۔ اتنا ہی جلدی حضرت اقدس کے دعاوی کی صداقت کا نقش دلوں میں بیٹھ جاتا ہے ہمارے اہل سنت والجماعت بھائیوں کی تفہیم کے واسطے شکر ہے کہ علماء و فضلاء کی معتدبہ جماعت اس متبرک گروہ میں شامل ہو گئی ہے۔ مگر شیعہ بھائیوں میں بہت جہاں تک میرے ناقص علم میں ہے احباب کم آئے ہیں۔ جنکی تقریر یا تحریر کی برکت سے اس قابل رحم گروہ کو حضرت امام الزمان علیہ السلام کی بیعت کیطرف متوجہ ہونے کی تحریک پیدا ہو۔ لہٰذا یہ خاکسار جسکو ایک عرصہ تک شیعہ عقاید کی سچائی کا گمان رہ چکا ہے اور پھر مولانا مولوی نورالدین صاحب بھیروی کی زبان فیض ترجمان اور خامہ برکت شمامہ کے فیض سے اہل سنت والجماعت کے عقاید کی تصدیق ہوئی اور پھر اسی ناصح مشفق کے فرمودہ کے مطابق حضرت مہدی الزمان کی غلامی کا شرف حاصل ہوا۔ اپنے پُرانے احباب سے ایک خاص ہمدردی رکھتا ہے تاکہ جس نور سے میرے دل کی تاریکی رفع ہو گئی اس سے انکو بھی مطلع کر دوں۔

سب سے پہلی صدا ہمارے مشن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان ہے۔ جسکی تہ میں چند در چند اسرار ہیں۔ جنکی تفصیل کرنا اسجگہ طوالت کا موجب ہے۔

اس کی تصدیق خود کلام مجید نے فرمائی ہے۔ حضرت رسول مقبول صلعم نے فرمائی۔ ائمہ مطہرین نے فرمائی۔ شیعہ بھائیو اگر آپ ذرا بھی غور و انصاف فرماویں گے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ مفصلہ ذیل شہادات قویہ سے آپ ہمارے ہم نوا بن جائیں گے۔

۱- از حدیث موضوع از حضرت امام رضا منقول است کہ [illegible] امر نشتہ شدن و مردن احدے از پیغمبران و حجتہائے خدا بر مردم بغیر از عیسیٰ بن مریم زیرا کہ او را زندہ از زمین ببالا بردند و روحش را در میان آسمان و زمین قبض کردند و چوں بآسمان رسید - حق تعالیٰ روحش را بہ بدنش گردانید چنانچہ حق تعالیٰ مے فرماید - انی متوفیک ورافعک الی و از حضرت عیسیٰ حکایت مے نماید فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم پس ہر دو آیت دلالت مے کند بر وفات آنحضرت کما دیکھو کتاب حیوۃ القلوب جلد اول نمبر ۱۳ باب ۲۹ قصہ حضرت عیسیٰ

۲- وہ خود پیغمبر خدا فرمودہ لو کان موسیٰ وعیسیٰ فی حیٰوتھما ما وسعھما الا اتباعی یعنی اگر موسیٰ و عیسیٰ در قید حیوۃ اینوقت مے بودند - البتہ ایشان گزارہ کردہ نمے توانستند مگر بہ پیروی من " دیکھو رسالہ نور صفحہ ۱۰ مصنفہ مولوی سید ابوالقاسم مجتہد لاہور مطبوعہ اسلامیہ پریس فی تاسع شہر شوال سنہ ۱۳۱۲ھ

دوسرا امر حضرت صاحب کا خلیفۃ اللہ یا امام یا حجۃ الاسلام ہونا ہے۔ اگرچہ یہ امر اس مختصر میں مفصل بیان مشکل ہے

ع۱ کتب اہل سنت والجماعت میں حضرت الیاس کی نسبت بھی ایسا ہی منقول ہے چنانچہ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۴ زیر آیۃ و رفعناہ مکانًا علیًا تحریر ہے رفع الی السماء وقبض روحہ

اور علاوہ ازیں طوالت سے ملالت طبائع ناظرین باتمکین کا خوف ہے۔ تاہم حتی المقدور میں ایسی قاطع دلیل پیش کرتا ہوں جو حسب ما قل و دل حکمت رس اور منصف مزاج اصحاب کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہو گی۔

شیعوں کی سب سے معتبر کتاب اصول کافی میں آیۃ استخلاف کی تفسیر یوں مندرج ہے " یقول (محمد) استخلف لکم لعلمی ودینی وعبادتی بعد نبیکم کما استخلف وصاۃ آدم من بعدہ حتی یبعث النبی الذی یلیہ " دیکھو اصول کافی [illegible]

اس روایت سے معلوم ہو گیا کہ شیعہ لوگ جو امامت کو بارہ کے عدد تک محدود کرتے ہیں۔ ٹھیک نہیں۔ بلکہ اس خیر الامم میں ایسی کثرت اور شان سے ہر زمانہ میں خلفائے کرام اور وارث علوم نبوت ہونے چاہئیں۔ جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہوئے ہیں۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا اور حضرت میرزا صاحب اس زمانہ میں بے شک خداوند کریم کی طرف سے ہمارے رسول کریم کے خلیفہ اور اسلام کے مجدد ہیں۔ کیونکہ جو علوم قرآنی آپ پر منکشف ہوئے ہیں روئے زمین پر کسی فرد پر نہیں ہوئے۔ اگر کوئی شخص شک کرے۔ تو وہ میدان میں آکر آزمائے یا کسی اپنے ہمراہی پشت و پناہی کو لاوے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

حضرت میرزا صاحب کے مہدی الزمان و صاحب العصر ہونے کے ثبوت میں انشاء اللہ تعالیٰ پھر کسی وقت عرض کروں گا۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ (کمترین خادمان حضرت مسیح الزمان - سراپا عصیان ہیچمدان خادم حسین) ۲۹ مارچ ۱۹۰۱ء

مختلف واقعات

دارالضرب سے منافع - دارالضرب کو ایک شلنگ کے تیار کرنے سے قریباً تین پنس کا فائدہ پہونچتا ہے - اور ایک ٹن پینیاں مضروب کرنے سے تین سو بیاسی پونڈ بچتے ہیں -

کم سونے والا حیوان - حیوانوں میں سب سے کم سونے والا ہاتھی ہے باوجود سخت محنت کش ہونے کے چار پانچ گھنٹوں سے زیادہ نہیں سوتا -

حضور قیصرہ کا ہندوستانی ملازم - حضور ملکہ قیصرہ ہند کا ہندوستانی ملازم محمد اسمٰعیل جو کئی سال ہر مجسٹی کی خدمت میں شرف اندوز رہا - آئینڈو ڈاک والے جہاز میں اپنے وطن کو واپس آتا ہے -

ہر ملکے و ہر رسمے - میکسیکو کے زمیندار صبح کو ہل کے آگے سفید اور شام کو سیاہ رنگ کے یا بجز سفید کے اور کسی رنگ کے بیل جوتتے ہیں - جب اُن سے اس پابندی کی وجہ دریافت کیجاتی ہے تو صرف یہی جواب ملتا ہے کہ زمانہ قدیم سے یہ دستور جاری ہے -

حرام منافع - سویڈن اور ناروے میں شراب کی فروخت پر نفع لینا حرام سمجھا جاتا ہے اسلئے وہاں لاگت پر اسکی فروخت ہوتی ہے - یہی وجہ ہے کہ وہاں شراب کے لائسنس دار کم ہیں - اور یہ کام صرف وہی لوگ کرتے ہیں جنکو دیگر کاروبار میں فروغ حاصل کرنا مطلوب ہو -

جدید دریافت - چند روز گذرے ہیں کہ سر رابرٹ بال نے رائل انسٹیٹیوشن لنڈن میں تقریر کرتے ہوئے دعوے سے بیان کیا تھا کہ آفتاب کی جسامت میں ہر روز کمی واقع ہو رہی ہے - اس کمی کی اوسط ۱۷ مکعب انچ روزانہ ہے - اور آئندہ بھی یہی حالت رہے گی - مگر یہ کمی تشویش دلانے والی نہیں ہے - کیونکہ آفتاب کی جسامت کے مقابلہ پر یہ کمی ہیچ ہے - گذشتہ صدی کے آغاز میں کرۂ شمسی کی جسامت اکیس مکعب میل زیادہ تھی - ظاہر ہے کہ اگر آئندہ کمی ہوتی جائے گی - تو کسی زمانہ میں آفتاب معدوم ہو جائیگا

گداگران چین - یورپ میں بھیک مانگنا تو جرم ہے - مگر چین میں گداگری کرنے کا حوصلہ دلایا جاتا ہے - جہاں - انکے واسطے خاص خاص محلے تعین کیے جاتے ہیں - جہاں یہ لوگوں کو خیرات دینے کے واسطے مجبور کر سکتے ہیں - اِن گداگروں کو اہل حرفہ لوگوں کی طرح ہر سال انکم ٹکس ادا کرنا پڑتا ہے -

برف کا صرف - نیویارک میں برف کا سالانہ خرچ باون لاکھ ٹن ہے - جس میں پینتالیس لاکھ ٹن مصنوعی برف ہوتی ہے -

پیرس کے چشمے - پیرس کے چشمے شہر کی بہت بھاری زینت کا باعث ہیں - اور حکام انکی کیفیت کو ترقی دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں دیتے - اب امتحان کرنے سے ثابت ہوا ہے کہ انکے پانی ایک حکمت سے زیادہ تر چمکدار اور منقود ہو سکتے ہیں اس عمل کے واسطے طلائی زردی استعمال کی جائے گی - اور انکی تہوں میں دور سے ہیرے اور جواہرات دکھائی دیں گے - اس غرض کے واسطے برقی روشنی اور رنگدار شیشوں سے کام لیا جائے گا - جو انکی تہو میں ایسی حکمت سے جمائے جائیں گے کہ انکی اصل خوبصورتی میں مطلق فرق نہیں آئے گا -

عورتوں اور مردوں کی نسبت - محققوں کا اس امر میں اتفاق ہے کہ دنیا کی آبادی میں فی صدی مردوں کے مقابلہ پر ایک سو نو عورتیں ہیں -

تازہ تجربہ - دہانتوں کے ایک کاریگر کو ایک پنی سکہ سے پانچ ہزار سات سو فٹ لمبی تار کھینچنے میں کامیابی ہوئی ہے -

استعمال طاقت - برٹش کلاں کی دستکاریوں میں جو دخانی طاقت استعمال کی جاتی ہے - وہ چار ارب آدمیوں کی طاقت کے مساوی ہے - جو اس دنیا کے مردوں کی آبادی سے دُگنی تعداد ہے -

طاعون کا ستیاناس - افسوس ہے کہ طاعون ہانگ کانگ تک پہونچ گیا اس لیے افسران صحت نے حکم دیا ہے کہ جو جہاز ہانگ کانگ سے آئیں انکی نسبت چٹی کانگ میں قواعد حفظان صحت نہایت سختی کے ساتھ عمل میں لائے جائیں -

چین میں مشترکہ فوجوں کے مظالم

ڈاکٹر ڈمین نے ۳۴ صفحہ کا مضمون رسالہ کنٹمپوریری ریویو میں شایع کرایا ہے اور چین کے چشم دید حالات لکھے ہیں -

ڈاکٹر ڈمین کے آرٹیکل پڑھنے والے کو تعجب ہوتا ہے کہ آیا وہ بیداری میں ہے یا خواب دیکھتا ہے - کہا سچ مچ آجکل بھی دنیا میں وہ شیطانی حرکتیں ہوتی ہیں جنکو کہا جاتا ہے کہ تہذیب اور شائستگی ہر ایک زمانہ گذشتہ سے بڑھکر ہے - شکر ہے کہ برٹش اور امریکن آفیسر اور سپاہی کا دامن ان الزامات سے پاک ہے اگرچہ غارتگری کا ملزم ان کو بھی ٹھہرایا گیا ہے -

مسٹر ڈیلن کا بیان ہے کہ شروع نومبر تک برٹش فوج ہی تھی جسنے باکسروں سے ہر قسم کی انسانیت کا برتاؤ کیا - انکے زخموں کا علاج کیا اور چینیوں کو گولی مارنے سے انکار کیا - وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ دہریے جاپانیوں نے بہ نسبت دیندار عیسائیوں کے تہذیب کا برتاؤ کیا - جہاں کہیں روسی جرمن یا فرنچ افواج کا گذر ہوا - زنا بالجبر قتل غارتگری کے سوا کچھ نہ تھا بے گناہ عورتوں اور لڑکوں کو قتل کرکے انکے منہ کالا کرنا اور پھر سنگینوں سے ہلاک کر دینا انکا عام شیوہ تھا - بندرگاہ تا کو پر تین سو نہتے قلی بے قصور قتل کر دیے گئے - مسٹر ڈیلن لکھتے ہیں کہ میں نے بچشم خود دیکھا کہ ٹنگچو کی سڑکوں پر خون پانی کیطرح بہتا تھا اور مجھے کسی طرف جانیکا راستہ نہ ملتا تھا تاوقتیکہ بوٹوں کو انسانی خون سے تر نہ کر دوں بہت کم مکان اور دوکانیں ایسی تھیں جہاں آدمیوں کی نعشیں اور خون نہ بہائے نہ ہوں - اور یہ سلوک انکے ساتھ کیا گیا جو خوبی وردی یا بندوق کو دیکھکر کانپ اٹھتے تھے اکثر ایسا ہوا کہ چینی بیٹھ گئے اور چند قدم کے فاصلے پر کھڑے ہو کر گولی سے مار ڈالے گئے اور وجہ نہ بتائی گئی کہ کیوں قتل کیے جاتے ہیں تین فرنچ سپاہی ایک حصہ شہر ٹینگ چو میں سوئیں کی زمین حفاظت تھا - ایک مکان میں داخل ہوکر

بقیہ ایڈریس

ڈاکٹر صاحب کی بیعت اُن کے اپنے ہی خاندان کے لیئے باعث برکت نہ تھی۔ بلکہ اُن کی بیعت عام طور پر ایسی مبارک ثابت ہوئی۔ کہ اُن کے جماعت میں داخل ہوتے ہی اکثر صحیح المزاج اور سلیم الفطرت انسانوں کی توجہ حق اور باطل کی تحقیق کی طرف لگ گئی۔ اور آج تک بہت سے لوگ بیعت میں داخل ہو گئے۔ اور مسیح موعود کی معیت کے حق کو ڈاکٹر صاحب موصوف نے بڑی ہمت اور اخلاص سے اور نہایت دیانتداری سے نباہا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

نمبر ۴ حضرت شیخ نور احمد صاحب کا وجود افریقہ میں اس امام پاک کی صداقت کے واسطے ایک زندہ ثبوت تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور امام پاک کی برکت سے جو باب سچے خوابوں اور کشوف کا اُن پر کھلا ہوا ہے۔ اُس نے ملحدوں اور نیچر پرستوں پر پورے طور سے اتمام حجت کی اور کم سمجھ اور کم علم اہل اسلام کو خدا تعالیٰ کے اُن فیوض اور برکات کا کامل ثبوت دیا جو وہ اپنے پاک بندوں پر کیا کرتا ہے۔ حضرت شیخ صاحب کی بہت سی پیشگوئیاں۔ جو یہاں کی گئیں تھیں پوری ہوئیں۔ جن کے گواہ بہت سے مخالف اب تک موجود ہیں۔ ہم اُن میں سے چند ایک پیشگوئیاں درج کرتے ہیں

(۱) شیخصاحب نے افریقہ میں آتے ہی یہ بیان کیا تھا کہ میں یہاں تین سال تک زندہ رہوں گا اور بخیریت زندہ واپس جاؤں گا۔ اور اس عرصہ تک حکام کی کوئی شکایت نہ ہو گی چنانچہ ویسا ہی ہوا اور وہ سب اسسٹنٹ جنکی انچارج شیخصاحب رہے تھے اور جو اُن کی اس پیشگوئی پر تمسخر کرتے تھے طرح طرح کے الزاموں سے ملزم ہو کر افریقہ سے روپوش ہو گئے۔

۲۔ راقم الحروف محمد افضل پر چند ایک اشرار نے ایک جھوٹا مقدمہ قائم کیا اور اپنی طرف سے کوئی دقیقہ مجھے سزا دلوانے کا نہ چھوڑا۔ شیخصاحب موصوف نے دعا کی اور قبل از وقت اطلاع دی کہ تم بری ہو جاؤ گے خدا تعالیٰ کے فضل سے ویسے ہی ہوا۔

۳۔ جس علاقہ میں شیخصاحب موصوف کام کرتے تھے وہاں ایک جمعدار پر بعض لوگوں نے ایک سنگین مقدمہ قائم کیا جس میں اُس پر رشوت ستانی کا الزام لگایا گیا۔ شیخصاحب نے قبل از وقت اس کی رہائی کی اطلاع دے گئے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جتائی ہوئی بات پر یقین واثق رکھکر شیخ صاحب نے اپنی جیب سے اُس کی امداد کی اور نتیجہ وہی ہوا جسکی قبل از وقت اطلاع دی تھی یعنی وہ شخص رہا ہو گیا۔

۴۔ نادر خانصاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس ایک مقدمہ کی تفتیش میں خود ماخوذ ہو گئے۔ شیخصاحب کے نادر خاں صاحب بہت دوست تھے شیخصاحب نے دعا کی۔ خدا تعالیٰ نے قبل از وقت اُن کو ڈپٹی انسپکٹر صاحب کی بریت کی اطلاع دی اور ویسا ہی ہوا۔

۵۔ مستری نبی بخش صاحب سب انسپکٹر ریلوے لائن ساکن جہلم کے پاس شیخصاحب ٹائم کیپر تھے۔ مستری صاحب کے عیال ہمراہ تھے شیخصاحب نے قبل از وقت ایک لڑکے کے حمل رہنے اور پیدا ہونے اور زندہ رہنے کی اطلاع دی جو بلفظہ پوری ہوئی اور مستری صاحب نے شیخصاحب کے زہد اور تقویٰ اور مجاہدہ کو دیکھکر اپنے معاصی سے توبہ کی اور حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے۔

۶۔ شیخصاحب نے بحیثیت جمعداری اپنے حکام سب ارڈی نیٹ کو خبر دی کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ میں ٹائم کیپر ہو جاؤں گا جسپر سب اہل علم نے تمسخر کیا اور اسکو ایک جنون اور سودا کہا۔ کیونکہ شیخصاحب کو انگریزی نوشت خواند کا اسقدر ملکہ نہ تھا کہ کسیکو اُن کے ٹائم کیپر کی ڈیوٹی بجا لانے پر اعتبار ہوتا۔ مگر شیخصاحب نے بذریعہ دعا کے انگریزی میں اپنی کار روائی کا ملکہ حاصل کر لیا اور ٹائم کیپر ہو گئے تب سب لوگوں نے تسلیم کیا اور حیران ہو گئے۔

۷۔ شیخصاحب نے بعہدہ ٹائم کیپری اطلاع دی کہ میں مستری لائن کا ہو جاؤں گا۔ اُن کی اس پیش از وقت خبر کو بھی لوگوں نے تمسخر کی نظر سے دیکھا مگر خدا کی قدرت کہ جب شیخ صاحب کے اگریمنٹ کے دن اختتام پر آئے تو ڈسٹرکٹ انجنیر نے شیخصاحب کو لکھا کہ تم اگر ہندوستان نہ جاؤ اور ایک نیا اگریمنٹ دو تو ہم تم کو مستری کی جگہ دیتے ہیں۔ مگر چونکہ شیخصاحب ہندوستان کو مڑ جانا تھا اس لیئے اپنے ڈسٹرکٹ انجنیر کی تحریک کو منظور نہ کیا اس کار روائی سے شیخصاحب کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔

نمبر ۵ عام طور پر اہل اسلام کی حالت افریقہ میں ناگفتہ بہ رہی۔ بہت سے نوجوان سب ارڈی نیٹ جو کہ پنجاب میں اپنے خویش و اقارب کے رعب سے ناکردنی امور سے باز رہتے تھے یہاں آکر دلیر ہو گئے اور خوب کھل کھیلے اور خداداد نعمت کی ناشکری کی۔ بعض اُن میں سے ایسے ہیں جو کہ ہندوستان میں کسی سلسلہ میں بیعت تھے اور ہمیشہ ورد و وظائف میں مشغول رہتے تھے مگر یہاں آکر اُن کی روحانیت بہت کمزور ہو گئی اور خرابات میں پڑ گئے۔ باوجود اعلیٰ عہدوں پر ہونے اور معقول تنخواہ پانے کے پھر بھاری بھاری رقموں کے

مفقود ہو گئے۔ شراب خواری سٹہ بازی۔ ناچ تماشے۔ ناٹک کی کمپنیاں بنانے۔ خود سوانگ بھرنے ان کا شیوہ تھا۔ اور ایسی سیاہ کاریوں کی وجہ سے غیر اقوام اور خصوصاً اپنے انگریز حکام کی نظروں میں انہوں نے اپنی ہندوستانی قوم کے واسطے ایک بڑا نام حاصل کیا۔ ایسی غفلت زدوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے والے اس سیاہ زمین میں بھی مقدس جماعت کے ممبر تھے جو ہمیشہ خدا تعالے کے پیغام انکو پہنچاتے رہتے تھے اور ایسی زندگی کے برے نتائج سنا کر ڈراتے رہتے تھے۔

سنت اللہ کے موافق کسی مقدس مامور کی جماعت کے ساتھ جس طرح اس کی اپنی قوم کے ابنائے روزگار کو سلوک کرنا چاہیئے اسی طرح اس جماعت کے ساتھ ہوا۔ ملٹری اور ریلوے حکام کے ہاں رپورٹیں کی گئیں کہ یہ ایک ایسے شخص کے حواری ہیں جو اپنے آپ کو مسیح اور مہدی کہتا ہے اور ان کا منشا اصل میں یہ ہے کہ اصل میں سلطنت انگلشیہ کی باگ اپنے ہاتھ میں لے۔ مگر چونکہ ممبران جماعت کا تعلق ان کے حکام کے ساتھ بہت وفاداری اور دیانت داری کا تھا اس لئے مخالفوں کی ایسی رپورٹوں نے خدا کے فضل سے اس جماعت کو ہر ایک قسم کے خطرہ سے محفوظ رکھا۔ دابۃ الارض ملانوں نے عوام الناس اہل پنجاب کو اپنی سر توڑ کوششوں سے ہمیشہ روکا کہ وہ اس جماعت کے کسی ممبر کے ساتھ نماز نہ ادا کریں اور نہ ان کو اپنی مسجدوں میں آنے دیں مگر وہ ہمیشہ اپنی کوششوں میں ناکام رہے اور پاک طبائع کا میلان ہمیشہ اس جماعت کی طرف ہو کر اسکو تقویت دیتا رہا۔

نمبر ۶ ایک مجمع اشرار نے بعض ممبران جماعت پر بد دیانتی اور لونڈے بازی وغیرہ کا الزام لگایا مگر اللہ تعالے کی غیرت کا کب تقاضا کرتا کہ وہ اپنے مامور کے مخلص خدام کے حق میں ایسے ناشائستہ کلمات کی اشاعت کو روا رکھتا۔ ایسے افترا پردازوں کا انجام یہ ہوا کہ ان میں ہر ایک جس سیہ کاری سے اس جماعت کے چہرہ کو ملبس کرنا چاہتا تھا خود اسی سیہ کاری کا علانیہ نشانہ بنکر اور ذلت برداشت کر کے افریقہ کے کناروں سے دور پھینکا گیا۔ وہ لوگ غضب الہی سے خود انہی اعمال بد کے مرتکب ہوئے۔ عدالتوں میں ماخوذ ہوئے۔ اور پولیس کے ڈر سے خفیہ طور پر بادبانی جہازوں میں سوار ہو کر فرار ہو گئے اور بعض نے باوجود اعلی عہدوں پر ہونے کے اپنی زندگی کا ایسا بد نمونہ پیش کیا جسکو دیکھکر ادنی سے ادنی درجہ کا صحیح المزاج انسان ان پر لعنت کرتا ہے اور ان سے پناہ مانگتا ہے +

نمبر ۷ ۱۹۰۹ء کے ابتدا میں بابو نبی بخش صاحب کلرک چیف اکونٹنٹ آفس یوگنڈا ریلوے نیروبی خادم حضرت مسیح موعود کی تحریک اور چند ایک وعظوں کے ذریعہ سے ریلوے ہیڈ کوارٹر نیروبی کے سب اردی نیٹوں نے ایک مسجد کی تعمیر کی تجویز کی اور اس کے لئے ایک ہفتہ وار جلسہ مقرر ہوا اور پریزیڈنٹ و سکرٹری و دیگر ممبران منتخب ہوئے چونکہ یہ جلسہ عام اہل اسلام کا تھا اس لئے حضرت اقدس کے خدام بھی شامل ہوئے۔ چند ایک جلسوں کے بعد بعض شریر طبائع اور مفسد اشخاص نے عوام الناس کو اس امر پر بھڑکایا کہ اگر مرزا صاحب کے مریدوں کا چندہ لیا جائے گا اور ان کو شامل جلسہ کیا جائے گا تو انجام پر وہ لوگ مسجد پر قابض ہو جائیں گے اور مسجد مرزائیوں کی ہو جائے گی۔ اس بنا پر ہم کو نوٹس دیا گیا کہ چونکہ تم لوگوں کے عقائد اسلام کے عقائد سے مغائر ہیں اور فرقہ اہل سنت والجماعت سے تم لوگ باہر ہو اور یہ انجمن خاص فرقہ اہل سنت والجماعت کی ہے لہذا تم لوگ شامل جلسہ نہ ہوا کرو۔ اور نہ چندہ دو۔ ہماری طرف سے انکو یہ لکھا گیا کہ آپ صاحبوں کو ہمارے عقیدہ کے مفہوم میں سخت مغالطہ کسی مفسد نے دیا ہے ہمارا وہی اسلام ہے جسکی تعلیم کتاب اللہ و کتاب الرسول دیتی ہے ہمیں اجازت دی جائے کہ علانیہ طور پر جلسہ میں ہم اپنے عقیدہ کو بیان کر دیں مگر ظالم طبع لوگوں نے ہمکو اجازت نہ دی آخر کار ہم سب نے صبر اختیار کیا اور وہ لوگ جلسہ میں متواتر توہین وغیرہ اس پاک جماعت کی کرتے رہے۔

چونکہ مجوزان کو در اصل مسجد سے کوئی مناسبت نہ تھی # (ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ) اس لئے وہ اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوئے اور کئی ہزار روپیہ جو بیچارے مزدوروں وغیرہ کا جمع کیا گیا تھا انمیں سے کچھ تو واپس ہوا اور کچھ کارپردازوں

نوٹ + ہمارے پاس اس سب کی تفصیل موجود ہے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ سب بناوٹی باتیں لکھی ہیں۔ محرر

نوٹ # مسجد کی انجمن کے اعلی عہدہ دار وہ تھے جو کبھی نماز کے نزدیک نہ جاتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ کبھی کبھی نماز رسمی طور پر ادا کرتے مگر ان کے وقت کا سب سے زیادہ حصہ ناٹک کے سوانگ وغیرہ بھرنے اور اسکو مشق کرنے میں صرف ہوتا تھا۔ چونکہ ملازمت کے لحاظ سے وہ اعلے عہدہ پر تھے اس لئے انکو منتخب کیا تھا۔ محرر

مختلف واقعات

یوگنڈا کا مہدی

یوگنڈا کا نیا مہدی فوت ہو گیا ہے

مقامی مسلمان لیڈروں نے اس کو مہدی تسلیم نہیں کیا اور فتویٰ دیا کہ یہ کوئی مکار ہے یہ فتویٰ جاری ہونے کے بعد مہدی نے کہا کہ میں اب دنیا میں نہیں رہوں گا اور اس نے ایک بلند مینار پر چڑھ کر یا رسول اللہ کے نعرے لگائے اور فوراً جان بحق ہوا۔ بعض لوگ شک کرتے ہیں کہ اس نے زہر کھا لیا ہوگا یوگنڈا مہدی کا جو حشر ہوا۔ اس نے اسکی حقیقت و حقانیت پر خود مہر کر دی ہے۔ خودکشی اسلام کے نزدیک ایک ناجائز امر ہے۔ مسلمان لیڈروں کی مخالفت کی تاب نہ لا کر جان دے دینا مامور من اللہ کی شان سے بعید ہے۔ کہاں ہیں سعادت مند، دیکھیں وہ ہمارے حضرت مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے استقلال اور ہمت کو دیکھیں مخالفین نے کونسا دقیقہ ایذا رسانی کا باقی رکھا کفر اور قتل کے فتوے دیے۔ مقدمات کے ذریعہ زیر کرنا چاہا مگر اس جری اللہ کا قدم آگے ہی بڑھا۔ یہ ہے صداقت کا نور جو دارالامان میں چمکا۔ مبارک وہ جو اس سے حصہ لیں۔

پادریوں کی کرتوت۔ اخبار وکیل نے ذیل کا نوٹ لکھا ہے۔

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند

اس شعر کے مضمون کو اگر بجائے شاعرانہ شوخی کے حکایت نفس الامری ہی مانا جائے تاہم جس وقت کہا گیا حافظ علیہ الرحمۃ کا روئے سخن اُن ریاکار اور دنیا پرست واعظوں کی طرف تھا جو خدا اور اُس کے رسولؐ سے تو شرم نہیں رکھتے مگر لوم لائم سے خائف ہو کر عوام میں کسی بیحیائی کے مرتکب نہیں ہوتے۔ یہ کس کے وہم و گمان میں تھا کہ اس تہذیب اور شائستگی کے زمانہ میں تقدس مآب پادری جنکی زندگی کا پاک مشن بنی نوع انسان کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دینا ہے اور جو ظاہر میں اسی نیک ارادے سے اپنے وطن اور عزیز و اقارب کو چھوڑ کر بلاد دور دست میں بیٹھے ہوئے ہیں انہیں بجائے روحانی تربیت دینے کے چوری اور ڈاکہ مارنے کی ہدایت کریں گے۔ اور انجیل کا جامہ پہنکر لوگوں کو بجائے ایک کم آزار اور رحمدل و منکسر [?] مسیحی گروہ بنانے کے ڈاکوؤں کی جماعت اور تاتیا بھیل کی امت بڑھانے میں کوشش کریں گے۔ حال میں ایم لوسن لیروی نے ایک پاک نفس پادری کی خرق عادات کا خاکہ کھینچا ہے جو اخبار گریفک مطبوعہ ۲ مارچ میں نقل ہوا ہے ایم لوسن لیروی ایک فرانسیسی باتصویر اخبار لا دی اللسٹری کے کارسپانڈنٹ تھے جو اسی حیثیت سے چین میں گئے تھے اور پچھلے دنوں اپنے وطن کو واپس گئے ہیں۔ انہوں نے دوران اقامت چین میں بہت سی تصویریں وہاں کے متعلق اپنے اخبار کو بھیجیں۔ مگر واپس آنے پر ایک ایسی تصویر شایع کی جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ تین چینی عیسائی لوٹ کا مال ایک صندوق میں اٹھا کر لیجا رہے ہیں اور ایک پادری صاحب اپنا متبرک منصبی عبا پہنے اور صلیب سینہ پر آویزاں کئے اس مال مسروقہ کے اٹھوانیکا اہتمام بہ نفس نفیس فرما رہے ہیں۔

به نزدیک من شب رو راهزن
به از فاسق پارسا پیرهن

ایم لیروی کا بیان ہے کہ جس وقت پیکن افواج متحدہ کے قبضہ میں آیا تو لشکریوں نے دل کھولکر خوب ہی ارمان نکالے اور کوئی ہوس باقی نہ رہی۔ بیچارے الم رسیدہ چینیوں کا مال و متاع یا عصمت کچھ بھی اونکے دستبرد سے سلامت نہ رہا۔ زیادہ تر غضب یہ ہوا کہ آپس کی رقابت کے سبب سے افسروں نے بھی کچھ تعرض نہ کیا بلکہ اجازت دیدی قصہ مختصر یہ کہ کارسپانڈنٹ مذکور اس بیجا تاخت و تاراج سے یہاں تک ناراض ہے کہ اپنی قوم کی حمایت تک نہ کی حالانکہ یہ ہر ایک یورپین نامہ نگار کا بھی خاصہ ہے بلکہ جابجا صاف کہدیا کہ ہمارے پادریوں نے ایک چینی سگوڈا (معبد) کے لوٹنے میں بڑھکر حصہ لیا اور اپنے شاگردوں یعنی چینی عیسائیوں کو اس کام میں بہت کچھ امداد دی۔

آخر کیں [?] اس مال کے ستر چھکڑے لاد کر فرانس بھیجوا دئے۔ مگر فرنچ گورنمنٹ نے اس گنج باد آورد کو مال حرام سمجھکر واپس بھیجدیا۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے

اگر کسی مسلمان لشکری نے کسی پچھلی صدی میں فتحمندی کے جوش میں کوئی کلمہ بیجا منہ سے نکالا یا بھولے سے کوئی ناشائستہ حرکت کر بیٹھا تو منشیوں کی انشا پردازی۔ خطیبوں کے خطبے۔ نصیحوں کی فصاحت اسی ایک فعل کو ہیبت ناک شکل میں دکھلانے کے لئے صرف ہوتی ہے اور تاریخوں کے اوراق اور اخباروں کے کالم اُسکی خیالی مضرتوں سے معمور کئے جاتے ہیں بلکہ انہیں یہ ضروری حاشیہ اضافہ ہوتا ہے کہ اس طرح کا تاخت و تاراج اور یہ جور و تعدی شرع اسلام کا جزو اعظم اور مسلمانوں کا مذہبی شیوہ ہے۔ مگر ان ناخدا ترسوں سے کوئی پوچھے کہ یہ کہاں کی تعلیم ہے جس کے خود بدولت عمل پیرا ہیں۔ کاش اسوقت مسٹر گلیڈسٹون زندہ ہوتے تو نہ جانے کن پیرایوں میں ان بے اعتدالیوں کی توجیہہ کرتے اور کیونکر اس مقدس مشن اور پاک رسالت کے حق بجانب ہونے کا اعتذار کرتے۔ وہ تو خیر ایسی نیند سوئے ہیں جس سے اٹھنا محال ہے اُن کے شاگرد رشید کین میکال کس گوشہ میں چھپے ہیں آخر وہ بھی تو بنی نوع انسان کے بہت بڑے ہمدرد ہیں ایک زمانہ میں انہوں نے آرمینیا اور بلگیریا کے خیالی مظالم پر وہ قیامت ڈھائی تھی اور اپنے آبدار مضامین سے یورپ بھر بلکہ مسیحی دنیا میں ڈینا میٹ بچھا دی تھی ابھی کچھ حق انسانیت ادا کریں اور ان مظلوموں کی فریاد کو پہونچیں۔ یہ حالات دیکھکر شاید

یہ کہنا کچھ تعلی میں داخل نہ ہوگا کہ یہ مدعیان تہذیب ترکوں سے رفق اور مدارا کی تعلیم حاصل کریں جنہوں نے ۱۸۹۷ء میں فتح یونان کے بعد باشندگان تہیسلی سے وہ حسن سلوک برتا کہ آجتک وہاں کے لوگ انہیں نیکی سے یاد کرتے ہیں اور اپنی قومی گورنمنٹ سے اسے ترجیح دیتے ہیں۔

ہمیں ان شرمناک واقعات میں ایک تسلی آمیز بات یہ ملی ہے کہ ہماری افواج قاہرہ کی نسبت عام اس سے کہ یورپین ہوں یا ہندوستانی آجتک کوئی ایسی شکایت گوش زد نہ ہوئی جس سے برٹش فوج کے وقار اور پاس حقوق میں فرق آیا ہو۔ بجز انگریزی افواج متعینہ چین کا غالب حصہ ہندوستانیوں کا تہا۔ مگر وہ اپنے آئین اور ضابطہ کے پابند رہے اور اپنے ہمسائیوں کی طرح اُن حرکتوں کے مرتکب نہ ہوئے جنکا عمل میں لانا ایک مہذب بلکہ وحشی کے لئے بہی موجب ننگ وعار ہے۔

گالیاں سُنکے دعا دیتا ہوں ان لوگونکو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

لاہور سے ایک غلیظ گالیوں سے بھرا ہوا خط جس پر اکبری منڈی کی مہر ڈاک خانہ ہے ہمارے نام پہونچا۔ ہم کو راقم خط کی حالت اور اپنے مخالفوں کی بدترین حالت پر افسوس آتا ہے کہ کیا یہ لوگ ایسے دل آزار حملوں سے کوئی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

جب کہ ہمارے امام ہمام خاتم الاولیا سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں (جنکی تعریف خدا اپنے عرش پر کرتا ہے اور جو یحمدون علیک ابدال الشام کا مصداق ہے) یہ لوگ گستاخیاں کرتے ہیں اور وہ مندرجہ بالا شعر میں انکا جواب دیتا ہے تو کیوں ہم بہی اسی کے طریق پر قدم مارنے کی کوشش نکریں۔ حق کے مخالفوں کو اس طرح پر تم کامیاب ہونے سے رہے خدا سے ڈرو کہ وہ اپنے زور آور حملوں سے اپنے نذیر کی سچائی کرنے کا وعدہ کر چکا ہے۔

ہمارے بعض احباب شاکی ہیں کہ انکے مرسولہ مضامین درج اخبار نہیں ہوتے۔ وہ ہم کو معاف رکھیں گے اگر ہم یہ کہیں کہ وہ ایڈیٹر کو مجبور نہیں کر سکتے کہ ہر ایک مضمون کو قطع نظر اس کے کہ وہ قابل اندراج ہے یا نہیں یا اخبار میں گنجایش ہے یا نہیں درج کرے۔ یہ امر ایڈیٹر کی رائے پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ انکو کبھی اس قسم کا وہم ہی نہیں کرنا چاہیے کہ ہمارا مضمون کیوں درج نہیں ہوا۔

صرف چند نسخے

اکثر احباب توضیح مرام اور فتح اسلام کا پہلا ایڈیشن جو نہایت خوبصورت خوشنما تقطیع پر طبع ہوا تہا مانگا کرتے ہیں ہم انکی اطلاع کی خاطر لکھتے ہیں کہ توضیح مرام و فتح اسلام کے صرف چند نسخے دستیاب ہوئے ہیں اور وہ ۸ر اصلی قیمت کی بجائے ۴ر قیمت بلا محصول ڈاک فی جلد پر حکیم مولوی فضل الدین صاحب بہیروی سے بمقام قادیان درخواست کرنے پر مل سکتے ہیں۔ جسکو ضرورت ہو ان سے طلب کر لے۔

کیا کوئی اور بھی ہے؟

ہمارے مکرم بہائی قاضی نظیر احمد صاحب کی جو تجویز دربارہ امداد مدرسہ کسی گذشتہ اشاعت میں شایع ہوئی ہے ہم نہایت خوشی کے ساتھ اطلاع دیتے ہیں کہ اس تجویز کے موافق ڈاکٹر نعمت خاں صاحب دٹرزی اسسٹنٹ پلٹن نمبر ۳۵ سکھ نے بہی ایک سال کے لئے والنٹیرشپ منظور کر لیا ہے جزاہ اللہ احسن الجزا۔ خدا کرے کہ ڈاکٹر صاحب کو اپنی مقصد میں کامیابی نصیب ہو کیا کوئی اور بہی ہے جو قومی خدمت کے لئے والنٹیر بنے؟

جزاک اللہ احسن الجزا

سلسلہ عالیہ کی ضروریات پر جو چٹھی حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ نے الحکم میں شایع کی ہے وہ انشاء اللہ بے اثر نہ رہے گی چنانچہ چودہری محمد حسین صاحب گرداور قانونگو چونڈہ نے تحریر کیا ہے کہ میری تنخواہ عہ ماہوار ہے مگر میں نے عزم اور عہد کر لیا ہے کہ عہ سلسلہ عالیہ کی ضروریات کے لئے الگ کرتا رہوں جزاک اللہ احسن الجزا۔ دیگر احباب بہی اُٹھیں یہی وقت ہے کہ تائیدات دین سے حصہ لیں ورنہ

بے مفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا۔

منشی الہی بخش کے لئے فتوی کی تجویز

معتبر ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ منشی الہی بخش صاحب مصنف عصائے موسی کے لئے لاہور کے سربرآوردہ علماء فتوی کی تجویز کر رہے ہیں کہا جاتا ہے کہ انجمن مستشار العلماء نے اس معاملہ پر پوری توجہ کی ہے۔ فتوے کی بنا منشی الہی بخش کے وہ الہامات ہیں جو انہوں نے کتاب مذکور میں اپنی نسبت درج کئے ہیں جیسے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر وغیرہ وغیرہ۔ یہ بہی سُننے میں آیا ہے کہ تقوی اور دیانت کے مدعی نے ملہوں نے پوری کوشش کی ہے کہ انپر فتوی نہ دیا جاوے مگر مولوی عبد اللہ ٹونکی صاحب پروفیسر اس معاملہ میں ضمیر فروشی سے کام لینا نہیں چاہتے۔ درحقیقت علماء کے لئے یہ غور طلب معاملہ ہے۔ پبلک نہایت شوق سے اس فتوی کی انتظار میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ھدی للمتقین** اور دوسری جگہ کہا لا یمسہ الا المطھرون مطھرون سے مراد وہی متقین ہیں جو ہدی للمتقین میں بیان ہوئے ہیں۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ **قرآنی علوم کے انکشاف کے لئے تقویٰ شرط ہے** علوم ظاہری اور علوم قرآنی کے حصول کے درمیان ایک عظیم الشان فرق ہے۔ دنیوی اور رسمی علوم کے حاصل کرنیکے واسطے تقویٰ شرط نہیں ہے۔ صرف و نحو طبعی۔ فلسفہ ہیئت و طبابت پڑھنے والے کو واسطے یہ ضروری امر نہیں ہے کہ وہ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو اوامر الٰہی اور نواہی کو ہر وقت مد نظر رکھتا ہو۔ اپنے ہر فعل و قول کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی حکومت کے نیچے رکھے۔ بلکہ بسا اوقات کہا عموماً دیکھا گیا ہے کہ دنیوی علوم کے ماہر اور طلبگار دہریہ منش ہو کر ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں آج دنیا کے سامنے ایک زبردست تجربہ موجود ہے یورپ اور امریکہ باوجودیکہ وہ لوگ ارضی علوم میں بڑی بڑی ترقیاں کر رہے ہیں اور آئے دن نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں لیکن اُنکی روحانی اور اخلاقی حالت بہت کچھ قابل شرم ہے۔ لنڈن کی پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے حالات جو کچھ شائع ہوتے ہم تو اُنکا ذکر ہی نہیں کر سکتے۔ مگر علوم آسمانی اور اسرار قرآنی کی واقفیت کیلئے تقویٰ پہلی شرط ہے اس میں توبۃ النصوح کی ضرورت ہے جبتک انسان پوری فروتنی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ اٹھالے اور اسکی جلال اور جبروت سے لرزاں ہو کر نیاز مندی کے ساتھ رجوع نہ کرے قرآنی علوم کا دروازہ نہیں کھل سکتا۔ اور روح کے اُن خواص اور قویٰ کی پرورش کا سامان اسکو قرآن شریف سے نہیں مل سکتا جسکو پا کر روح میں ایک لذت اور تسلی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اس کے علوم خدا کے ہاتھ میں ہیں پس اس کے لئے تقویٰ بطور نردبان کے ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ بے ایمان۔ شریر خبیث النفس ارضی خواہشوں کے اسیران سے بہرہ ور ہوں۔ اس واسطے اگر ایک مسلمان مسلمان کہلا کر خواہ وہ صرف و نحو۔ معانی و بدیع وغیرہ علوم کا کتنا ہی بڑا فاضل کیوں نہ ہو۔ دنیا کی نظر میں شیخ الکل فی الکل بنا بیٹھا ہو لیکن اگر تزکیہ نفس نہیں کرتا۔ قرآن شریف کے علوم سے اسکو حصہ نہیں دیا جاتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اسوقت دنیا کی توجہ ارضی علوم کی طرف بہت جھکی ہوئی ہے۔ اور مغربی روشنی نے عالم کو اپنی نئی ایجادوں اور صنعتوں سے حیران کر رکھا ہے۔ مسلمانوں نے بھی اگر اپنی فلاح اور بہتری کی کوئی راہ سوچی تو بدقسمتی سے یہ سوچی ہے کہ وہ مغرب کے رہنے والوں کو اپنا امام بنالیں اور یورپ کی تقلید پر فخر کریں۔ یہ تو نئی روشنی کے مسلمانوں کا حال ہے جو لوگ پرانے فیشن کے مسلمان کہلاتے ہیں اور اپنے آپکو حامی دین متین سمجھتے ہیں اُنکی ساری عمر کی تحصیل کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ صرف و نحو کے جھگڑوں اور بکھیڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور ضالین کے تلفظ پر مرتے ہیں۔ قرآن شریف کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں اور ہو کیونکر جب کہ وہ تزکیہ نفس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

ہاں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو تزکیہ نفس کے دعوے کرتا ہے وہ صوفیوں اور سجادہ نشینوں کا گروہ ہے مگر ان لوگوں نے قرآن شریف کو تو چھوڑ دیا ہے اور اپنے ہی طریق اختراع کر لئے ہیں کوئی چلہ کشیاں کرتا ہے کوئی **الا اللہ** کے نعرے مارتا ہے کوئی نفی اثبات۔ توبہ۔ حبس دم وغیرہ میں مبتلا ہیں غرض ایسے طریقے نکالے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوتے اور نہ قرآن شریف کا یہ منشا ہے۔ اور نہ کبھی سلسلہ نبوۃ نے ایسے طریقوں کو پسند کیا۔ غرض یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب تک انسان ایک پاک تبدیلی نہیں کرتا ہے اور نفس کا تزکیہ نہیں کرتا قرآن شریف کے معارف اور خوبیوں پر اطلاع نہیں ملتی۔ قرآن شریف میں وہ نکات و حقایق ہیں جو روح کی پیاس کو بجھا دیتے ہیں۔

کاش دنیا کو معلوم ہوتا کہ **روح** کی لذت کس چیز میں ہے اور پھر وہ معلوم کرتی کہ وہ قرآن شریف اور صرف قرآن شریف میں موجود ہے۔

دیکھو۔ جس جس قدر انسان تبدیلی کرتا جاتا ہے اُسی قدر وہ **ابدال** کے زمرہ میں داخل ہوتا جاتا ہے حقایق قرآنی نہیں کھلتے جب تک **ابدال** کے زمرہ میں داخل نہ ہو۔ لوگوں نے **ابدال** کے معنے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ اور اپنے طور پر کچھ کا کچھ سمجھ لیا ہے اصل یہ ہے کہ **ابدال** وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں۔ اور اس تبدیلی کی وجہ سے انکے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں شیطان کی حکومت کا استیصال ہو کر اللہ تعالیٰ کا عرش انکے دل پر ہوتا ہے۔ پھر وہ روح القدس سے قوت پاتے اور خدا تعالےٰ سے فیض پاتے ہیں۔ تم لوگوں کو میں بشارت دیتا ہوں کہ تم میں سے جو اپنے اندر تبدیلی کریگا وہ **ابدال** ہے انسان اگر خدا کیطرف قدم اٹھائے۔ تو اللہ تعالیٰ کا فضل دوڑ کر اسکی دستگیری کرتا ہے۔ یہ سچی بات ہے اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چالاکی سے **علوم القرآن** نہیں آتے۔ **دماغی قوت** اور **ذہنی ترقی** قرآنی علوم کو جذب کرنے کا اکیلا باعث نہیں ہو سکتا۔ **اصل ذریعہ** تقویٰ ہی ہے متقی کا معلم خدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبیوں پر **امیت** غالب ہوتی ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے **امی** بھیجا کہ باوجودیکہ آپنے نہ کسی مکتب میں تعلیم پائی اور نہ کسی کو استاد بنایا۔ پھر آپنے وہ معارف اور حقایق بیان کئے جو دنیوی علوم کے ماہروں کو دنگ اور حیران کر دیا قرآن شریف جیسی پاک۔ کامل کتاب آپکے لبوں پر جاری ہوئی۔ جسکی فصاحت و بلاغت نے سارے عرب کو خاموش کرا دیا۔ وہ کیا بات تھی جس کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علوم میں سب سے بڑھ گئے۔ وہ تقویٰ ہی تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہر زندگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف جیسی کتاب وہ لائی جس کے علوم نے دنیا کو حیران کر دیا ہے۔

آپ کا امی ہونا ایک نمونہ اور دلیل ہے اس امر کی کہ قرآنی علوم یا آسمانی علوم کے لئے تقویٰ مطلوب ہے نہ دنیوی چالاکیاں۔

غرض قرآن شریف کی اصل غرض اور غایت دنیا کو تقویٰ کی تعلیم دینا ہے جس کے ذریعہ وہ ہدایت کے منشاء کو حاصل کر سکے۔ اب اس آیت میں تقویٰ کی تین مراتب کو بیان کیا ہے الذین یومنون بالغیب۔ ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون۔ لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں مگر طوطے کی طرح سے یونہی بغیر سوچے سمجھے چلے جاتے ہیں جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھا دھند پڑھتا جاتا ہے نہ خود کچھ سمجھتا ہے اور نہ سننے والوں کو پتہ لگتا ہے اسی طرح پر قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے کہ دو چار سیپارے پڑھ لئے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ سر لگا کر پڑھ لیا۔ اور ق اور ع کو پورے طور پر ادا کر دیا۔ قرآن شریف کو عمدہ طور پر اور خوش الحانی سے پڑھنا یہ بھی ایک اچھی بات ہے مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقایق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر کرے۔ یہ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب و غریب اور سچا فلسفہ ہے۔ اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی جب تک نظام اور ترتیب قرآنی کو مدنظر نہ رکھا جاوے اور اس پر پورا غور نہ کیا جاوے قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے۔ اگر یہ لوگ جو قرآن شریف کے ق اور ع ہی پر لڑتے جھگڑتے ہیں اور ایک دوسرے کی تفسیق اور تکفیر پر منہ کھولتے ہیں نظام قرآنی کی قدر کرتے تو ایسی

متوفیک ورافعک الیّ میں

میرے ساتھ کیوں بر سر پرخاش ہوتے جب کہ وہ دیکھتے کہ قرآن شریف ایک ترتیب کے طور پر ان واقعات کو بیان کرتا ہے جو خارجی طور پر اپنا ایک وجود رکھتے ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔ سوچنا چاہیئے تھا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ قرآن شریف نے کہا کیوں اس کی ضرورت کیا پیش آئی تھی؟

یہودیوں ہی سے پوچھ لیتے تو یہ پتہ لگ جاتا۔ اصل بات جس کو میں نے بارہا بیان کیا ہے یہ ہے کہ یہود حضرت مسیح کو ملعون قرار دیتے ہیں معاذ اللہ اور اس کا ثبوت وہ یہ دیتے ہیں کہ انہوں نے مسیح کو صلیب کے ذریعہ قتل کر دیا۔ مگر قرآن شریف نے اس الزام کو دور کیا ہے اور یہود کو ملزم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے پاک بندوں کو ذلیل نہیں کرتا اور لن یجعل الکافرین علی المومنین سبیلا اس کا سچا وعدہ ہے۔ حضرت مسیح جب صلیب پر چڑھائے گئے تو ان کو اندیشہ ہوا کہ یہ لوگ مجھے صلیبی موت سے ہلاک کرنے کے موجب ٹھہرے ہیں اور اس طرح پر یہ لعنتی موت ہوگی اس ہلاکت کی گھڑی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو یہ بشارت دی کہ میں تجھے طبعی موت سے وفات دوں گا۔ اور تجھے رفع کرنے والا ہوں۔ اور تجھے پاک کرنے والا ہوں۔ اس آیت کا ایک ایک لفظ اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے مگر افسوس یہ لوگ کچھ بھی غور نہیں کرتے اور قرآن کریم کی ترتیب کو بدل کر تحریف کرنا چاہتے ہیں۔

کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر نہ تھا؟ جو یوں کہہ دیتا کہ یا عیسیٰ انی رافعک الی السماء۔

پھر وہ کونسی دقت اور مشکل اس کو پیش آگئی تھی جو یا عیسیٰ انی متوفیک ہی کہا۔

(باقی آئندہ)

روئداد جلسہ عید ضحیٰ

آج کا مبارک دن دارالامان میں عجیب دن ہے۔ بٹالہ۔ امرتسر۔ لاہور۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ پشاور۔ کپورتھلہ۔ لودیانہ۔ پٹیالہ۔ سنور۔ مالیر کوٹلہ اور بہت سے دیگر قصبات و دیہات کے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ مہمانوں کی آمد ۲۹ - مارچ ۱۹۰۱ء سے ہی شروع تھی۔ کوئی ۹ بجے کے قریب قریب جامع مسجد اندر اور باہر سے بھر گئی۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے حسب معمول نماز پڑھائی اور نماز کے بعد مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا۔ جس کو ہم اپنے الفاظ میں درج کرتے ہیں

(ایڈیٹر)

"خطبہ"

عید کا خطبہ پڑھنے کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ارادہ فرمایا تو لوگوں کو کہا کہ جس کی مرضی ہو بیٹھے اور جس کی مرضی نہ ہو یا اسباب اس کے نہ بیٹھنے کے ہوں وہ بے شک چلا جاوے یہ کہہ کر مولانا موصوف نے سورۃ نحل کی یہ آیت پڑھی ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً الآیۃ

یعنے یہ آیت شریف سورہ نحل میں سے پڑھی ہے اس کے ابتدا میں حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی ہستی۔ اپنی توحید اپنے اسمآء اپنے محامد اور لاانتہا عجائبات قدرت کا اظہار فرمایا ہے اور بعد اس بیان کے جو درحقیقت لا الہ الا اللہ کے معنوں کا بیان ہے اس کے دوسرے جزو محمد رسول اللہ پر بحث کی ہے اور ضرورت نبوت پھر ختم نبوت پر لطیف طرز سے بحث کی ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ کیوں خدا کی طرف سے کوئی مامور ہو کر آتا ہے اور اس کا کیا کام ہوتا ہے پھر اس آیت میں بتایا ہے کہ

جو شخص مامور من اللہ اور رحمۃ اللہ ہو کر آتے ہیں وہ بلحاظ زمانہ بلحاظ مکان عین ضرورت کے وقت آتے ہیں اور انکی شناخت کے لئے وہی نشانات ہیں جو اس آیت میں بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ کیا کام کرتے ہیں انپر کیا اعتراض ہوتے ہیں دوسروں کی نسبت انہیں کیا خصوصیت ہوتی ہے۔ ان دو آیتوں میں انہی باتوں کا تذکرہ ہے انمیں سے پہلی آیت شریف کا ترجمہ یہ ہے مگر ترجمہ سے پیشتر یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق میں سے انسان کو ممتاز بنایا ہے اور پھر انسانوں میں سے کچھ لایق اور بعض نا لایق ہوتے ہیں اور اسطرح پر خود انمیں ایک امتیاز قایم کرتا ہے۔ غرض نبوت کی ضرورت اور اس کے اصول کے سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ اسی آیت میں ایک نہایت ہی عجیب بات سناتا ہے۔

مثل اعلیٰ درجہ کی عجیب بات کو کہتے ہیں غرض اللہ تعالیٰ ایک عجیب بات اور نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی بات سناتا ہے۔ کوئی کسی کا غلام ہے وہ عبد جو کسی کا مملوک ہے اس کا مالک اس کے لئے بہت سے کام رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ اسکا غلام وہ کام کرے مگر غلام کی یہ حالت ہے کہ لا یقدر جس کام کو اسکو کہا جاتا ہے وہ مضایقہ کرتا ہے اور اپنی قول و فعل حرکات و سکنات سے بتاتا ہے کہ آقا! یہ تو نہیں ہو سکتا۔ وہ زبان سے کہے یا اعمال سے دکھا دے اس کا مطلب یہی ہے کہ میں اس کام کے کرنے کے قابل نہیں اب ایک اور غلام ہے جو کام اس کے سپرد کیا جاوے جس خدمت پر اسے مامور کیا جاوے پوری تندہی اور خوش اسلوبی سے اس کو سرانجام دیتا ہے جب اسکو کوئی مال دیا جاوے تو وہ اسکو کیا کرتا ہے اس مال کو لیتا ہے جہاں آقا کا منشا ہو کہ مخفی طور پر دیا جاوے وہاں مخفی طور پر دیتا ہے اور جہاں مالک کی مرضی ہو کہ ظاہر طور سے دیا جاوے وہاں کھلے طور پر دیتا ہے غرض وہ مالک کی مرضی اور منشا کا خوب علم رکھتا ہے اور اس کے ہی مطابق عمل درآمد کرتا ہے۔ اور مخفی در مخفی اور ظاہر در ظاہر موقعوں پر ہی جہاں مالک کی مصلحت ہوتی ہے اس مال کو خرچ کرتا ہے اب تم اپنی فطرتوں سے پوچھو کہ یہ دو غلام ہیں جنمیں سے ایک تو ایسا ہے کہ کسی کام کے کرنے کے ہی قابل اور لایق نہیں اور دوسرا ہے کہ اپنے مالک کی مرضی اور مصلحت کا پورا علم رکھتا ہے اور صرف علم ہی نہیں اسپر عمل ہی کرتا اور سراً اور جہراً دونو قسم کے اخراجات کر سکتا ہے۔ اب یہ کیسی صاف بات ہے اپنی ہی فطرت سے فیصلہ پوچھ لو

ھل یستوٗن

کیا یہ دونو برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہر ایک دانشمند کو اعتراف کرنا پڑیگا۔

چونکہ وہ فطرت انسانی اعتقادات اخلاق سب کو جانتا ہے اس لئے اللہ تعالےٰ اپنے کامل علم اور فطرت کی صحیح اور کامل واقفیت کی بنا پر فتویٰ دیتا ہے۔

الحمد للہ

اللہ تعالیٰ ہی کی حمد دنیا میں قایم ہوگی کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہی غلام لایق اور ممتاز ہو سکتا ہے جو ہر قسم کے اخراجات کو برمحل کرنے اور اپنے آقا کے منشا و مصلحت کو جانتا ہے اور یہی نہیں بلکہ عملی طاقت بھی اعلیٰ درجہ کی رکھتا ہے۔

جب یہ بات ہے تو عرب و عجم کی تاریخ پر نظر کرو نہیں دنیا کی تاریخ کے ورق الٹ ڈالو اور دیکھو کہ جس زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا پر جلوہ گری کی کیا اس سے بہتر کوئی اور وجود اس قابل تھا کہ وہ دنیا کا معلم ہو کر آتا؟ ہرگز نہیں۔ لوگوں کو جیسے علوم ملتے ہیں اور بابرکت اساتذہ کا اثر ہی ہوتا ہے لیکن یہ بات کہ حق سبحانہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا ہو اور اس کے مقرب ہونے کے لئے اقرب راہ مل جاوے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کامل طور پر دنیا میں نہیں ہوا۔ زمانہ کے امراض پر پوری نظر کر کے مریضوں کی حالت کی کامل تشخیص کس نے کی تھی؟ کسی کا نام تو لو جب معالجہ ہی نہ تھا تو شفا کا تو ذکر ہی کیا!!!

مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفا کامل کا نسخہ لیکر آئے اور مریضوں کے اسکا استعمال کر کے انکو تندرست بنا کر دکھا دیا کہ یہ دعویٰ کہ

تنزل من القرآن ما ھو شفاء

بالکل سچا دعویٰ ہے۔

اسوقت کی عام حالت پر نظر تو کرو تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں ایک بلا خیز طوفان بت پرستی اور شرک کا آرہا تھا کوئی قوم کوئی ملک کوئی خاندان کوئی ملت ایسی نہ رہی تھی جو اس ناپاکی میں مبتلا نہ ہو۔

کیا ہند میں عالم نہ تھے؟ مجوسیوں کے پاس گبر اور دستور آگاہ نہ تھے؟ یہود کے پاس بائبل اور طالمود نہ تھی عیسائیوں کی روما کی سلطنت نہ تھی؟

مصریوں کے ہاں علم کا دریا نہ بہتا تھا کیا خاص عرب میں بڑے بڑے طلیق اللسان اور فصیح البیان شعرا موجود نہ تھے؟ مگر قوم کی امراض نہیں بلکہ ملک کی بیماریوں نہیں نہیں دنیا کو تباہ کر دینے والی بلا کی کس نے تشخیص کی؟

وہ کون تھا جس نے شفا اور نور کہلانے والی کتاب دنیا کو دلوائی؟ جواب آسان اور بہت آسان ہے بشرطیکہ انصاف اور سچائی سے محبت ہو کہ وہ پاک ذات

محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی

اس آیت پر غور کرنے سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں رزق اور مال سے کیا مراد ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ جیسے اس زمانہ میں مولوی اور درویش کاہل اور سست اور ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کوئی انکو پکی پکائی روٹی دی جاوے۔ اسی طرح جب مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئیں گے تو لاتعداد زر و مال تقسیم کریں گے اور اس طرح پر گویا قوم کو سست اور بے دست و پا بنائیں گے۔

اور قرآن کریم نے جو یہ اشارہ فرمایا تھا وان لیس للانسان الا ما سعیٰ اور حصر کے کلمہ کے ساتھ فرمایا تھا اسکو عملی طور پر منسوخ کردینگے

اس میں جو حصر کے کلمے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کیا یہ حکم منسوخ ہو جاوے گا اور جناب مہدی کا یہی کام ہوگا؟ سوچو اور غور کرو۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ رزق کے کیا معنے ہیں۔

اس کے بعد جناب الٰہی ایک دوسری شہادت سناتے ہیں اور اس مثال میں ابکم کا لفظ اختیار فرمایا ہے پہلے ابکم نہ تھا۔ اس لئے کہ ہمکو غرض ہے کسی ایسے آدمی کو جو پیغام رسانی کر سکے لیکن جب کہ وہ ابکم ہے کچھ بول ہی نہیں سکتا۔ بہلا وہ اس منصب کے فرائض کو کیونکر سرانجام دیگا غلام مت سمجھو رجلین ہیں یعنے جب آدم سے لے کر اس وقت تک انپر کسی نے سلطنت نہیں کی اس لئے اس میں ترقی فرمائی ہے اس سے پہلے عبد کہا اب رجلین اس سے میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ قوموں میں عرب ہیں تاریخ پتہ نہیں دیتی کہ وہ کبھی کسی کی رعایا ہوئے ہوں انہوں نے کبھی کسی کے تسلط اور جبروت کو پسند نہیں کیا اور یہاں تک آزاد ہیں کہ بذریعہ انتخاب ہی کل جزیرہ نما عرب پر ایک شخص حاکم ہو کر نہیں رہا۔ اب انہیں سے ہم پوچھتے ہیں کہ اسوقت جو بحر و بر میں فساد برپا ہو رہا ہے اور دنیا میں بت پرستی۔ فسق و فجور۔ ہر قسم کی شرارت اور بغاوت پھیل رہی ہے کوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی گمشدہ توحید کو از سرنو زندہ کرے۔ اور مری ہوئی دنیا کو زندہ کر کے دکھاوے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت اسکی جلال و سطوت کو کھول کر سنا دے۔ وہ جو ابکم الکن ہیں وہ کیا بتا سکیں گے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ابکم نوکر تو اپنے آقا پر بھی دوبھر ہوتا ہے اس کو کھانا کھلانا اور ضروریات کے سامان کا تکفل کرنا خود مالک کو ایک بوجھ معلوم ہوتا ہے اور پھر جہاں جاتا ہے کہ کوئی خیر کی خبر نہیں لا سکتا۔ اب پھر تم اپنی فطرت سے پوچھو

هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَن يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

کیا اس کے برابر یہ ہو سکتا ہے جو امر بالعدل کرتا ہے اور جو کچھ کہتا ہے اپنی عملی حالت سے اسکو دکھاتا ہے کہ وہ صراط مستقیم پر ہے

اس وقت جو دنیا میں افراط و تفریط بڑھ گئی ہے دنیا کو اعتدال کی راہ بتانے والا اور اقرب راہ پر چل کر دکھانے والا اور اپنی کامیابی سے اس پر مہر کر دینے والا کہ یہی صراط مستقیم ہے جس پر میں چلتا ہوں اب انسان اگر دانشمند اور سلیم الفطرت ہو تو اس کو صفائی کے ساتھ مسئلہ نبوت کی ضرورت کی حقیقت سمجھ میں آجاتی ہے۔

میں نے ایک بار اس آیت پر تدبر کیا تو مجھے خیال آیا کہ اگر مولویوں کی طرح کہیں تو کیا عرب گونگے تھے؟ سبعہ معلقہ کو اور امرء القیس کا قصیدہ دیکھو جو بیت اللہ کے دروازہ پر آویزاں کیا گیا تھا۔ زید بن عمرو اور اس کے ہم عصر اعلیٰ درجہ کے خطیب موجود تھے ان لوگوں میں جب کبھی اس بات پر منازعت ہوتی تھی بڑے دنگل لگتے تھے جسکی بات کو مکہ کے قریش پسند کرتے وہ جیت جاتا۔ انکی زبان عرب تھی وہ دوسروں کو عجم کہتے تھے اپنے آپ کو فصاحت میں بے نظیر سمجھتے تھے پھر اس پر کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ابکم ہے اپنی معشوقہ اور عشقیہ کے خط و خال بہادری اور شجاعت کے کارنامے چستی و چالاکی غرض ہر قسم کے مضمون پر بڑی فصاحت سے گفتگو کر سکتے تھے اور اپنے تحمل مزاج کے ثبوت دیتے تھے مگر ہاں وہ ابکم تھے تو اس بات میں تھے کہ اللہ تعالیٰ کے محامد اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا انہیں کچھ علم نہ تھا اور وہ اسکی بابت ایک لفظ بھی منہ سے نہ بول سکتے تھے اللہ تعالیٰ کے افعال کی بے نظیری کو بیان کرنے کی مقدرت انہیں نہ تھی وہ عرب کہلاتے تھے مگر لا الٰہ الا اللہ جیسا اعلیٰ درجہ کا فصیح و بلیغ کلمہ انہیں نہ تھا۔ وحشیوں سے انسان اور انسانوں سے بااخلاق انسان پھر باخدا انسان بننے کے لئے اور ان مراتب کے بیان کرنے کو آہ! انہیں ایک لفظ بھی نہ تھا۔ اخلاق فاضلہ اور رذایل کو وہ بیان نہ کر سکتے تھے شراب کا تو ہزارہ نام انہیں موجود تھا مگر افسوس اور پھر افسوس اگر کوئی لفظ اور نام نہ تھا تو اللہ تعالیٰ کے اسماء اور توحید کے اظہار کے واسطے پھر یوں سمجھو کہ انہیں لا الٰہ الا اللہ نہ تھا وہ اپنی سطوت اور جبروت دکھاتے ایک پلے (کتی کے بچے) کے مر جانے پر خون کی ندیاں بہا دینے والے اور قبیلوں کی صفائی کر دینے والے تھے مگر اللہ اللہ تعالیٰ کا بول بالا کرنے کے واسطے انہیں اسوقت تک سکت نہ تھی۔ جب تک کہ پاک روح مطہر و مزکی معلم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ظہور فرمایا۔

یہ وہ وقت تھا جب کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نقشہ پورے طور پر کھینچا گیا تھا۔ سماوی مذاہب جو کہلاتے تھے اور خدا تعالیٰ کی کتابوں کے پڑھنے کے دعوے کرتے تھے باوجود اس کے کہ اپنے آپ کو مقربان بارگاہ الٰہی کہتے نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ مگر حالت یہاں تک خراب ہو چکی تھی۔ کہ عظمت الٰہی اور شفقت علی خلق اللہ کا نام و نشان تک نہ پایا جاتا تھا۔ اور دنیوی ڈھکوسلے والوں کی حالت بھی بگڑ چکی تھی اسی حالت میں اللہ تعالیٰ مکہ والوں کو آگاہ کرتا اور بتاتا ہے کہ تم ابکم ہو منادید مکہ میں سے ابو جہل ہی کو دیکھ لو اسکے افعال و اعمال اس کے اخلاق صاف طور پر بتاتے ہیں کہ وہ دنیا کے لئے ہرگز ہرگز خیر و برکت کا موجب نہیں۔ یہ صرف صرف اسی پاک ذات کے لئے سزاوار ہے کہ وہ دنیا کی اصلاح اور فلاح کے لئے مامور ہوا جسکا پاک نام ہی ہے محمد و احمد صلی اللہ علیہ وسلم)

جس نے اپنی پاک تعلیم اپنی مقدس و مطہر زندگی اور بے عیب چال چلن اور پھر اپنے طرز عمل اور نتائج سے دکھا دیا کہ

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

میں اپنے اللہ کا محبوب ہوں تم اگر اس کے محبوب بننا چاہو تو اسکی ایک ہی راہ ہے کہ میری اتباع کرو۔

جبکہ میں اپنے خدا کا محبوب ہوں پھر بتا دو کہ کوئی چاہتا ہے کہ اسکا محبوب ناکام رہے پھر خدا مجھ کبھی ناکام نہ ہونے دے گا میرے دشمن ذلیل اور ہلاک ہوجائیں گے اور یہ باتیں ایسی سچی اور صاف ہیں کہ تم خود کرکے دیکھ لو میری اطاعت کرو میرے نقش قدم پر چلو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو جاؤ گے اور تمہارے دشمن مردہ اور مخذول ہو کر تباہ ہو جائیں گے۔ کیا اسوقت تم نہیں دیکھتے کہ

نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا

کیسے واضح طور پر پورا ہو رہا ہے۔ اعلےٰ درجہ کے عظیم الشان لوگ طرف کہلاتے ہیں اس لئے کہ وہ ایک طرف ہو کر بیٹھتے ہیں اور ادنےٰ درجہ کے لوگوں میں سے بعض سلیم الفطرت ہوتے ہیں۔ وہ بھی طرف کہلاتے ہیں۔ یعنے تمہارے اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ کے لوگوں میں سے یا یہ کہو کہ ہر طبقہ اور درجہ میں سے جو عظیم الشان اور سلیم الفطرت لوگ ہیں وہ سب کے سب اسلام میں داخل ہو کر تمہاری جمعیت کو دن بدن کم کر رہے ہیں۔

غرض مامور من اللہ کا وجود ایک حجۃ اللہ ہوتا ہے۔ اسکی جماعت بڑھتی جاتی اور اس کے مخالف دن بدن کم ہوتے جاتے ہیں۔

یہ تو تیرہ سو برس کی بات تھی اور اب اسپر چودھویں صدی گذر رہی ہے اسمیں سے بھی اٹھارہ سال گذرنے کو آئے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بناوٹ کچھ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ جو کچھ اُس نے حاصل کیا ہوتا ہے اسکو تھوڑی دیر کے بعد خرچ کرکے پھر اور کی تلاش میں ہوتی ہے اور نئی چال اختیار کرتی ہے کہ وہ متاع واپس آئے یہ نظام درختوں میں بھی نظر آتا ہے ایک وقت یہ نہایت صاف آکسیجن جو انسانی زندگی کے لئے اعلیٰ درجہ کی ضروری شئے ہے نکالتے ہیں اور ابھی اسپر پورے ۱۲ گھنٹہ نہیں گذرنے پاتے کہ کاربن جیسی زہریلی چیز دینے لگتے ہیں پھر اس آکسیجن کے نکالنے کی واسطے بہت سی زہریلی چیزیں انکو جذب کرنی پڑتی ہیں۔

ہم آپ بیتی ہی کیوں نہ سنائیں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی کھانے اور پینے کی چیزیں آتی ہیں قوت شہوانی کی سیری کا سامان موجود ہوتا ہے سیر ہو کر انکو ترک کر دیتے ہیں اسوقت ایسا معلوم دیتا ہے کہ گویا ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ ابھی تھوڑا وقفہ نہیں گذرتا کہ وہی بھوک وہی پیاس وہی شہوانی خواہشیں موجود ہوتی ہیں ابھی بہت عرصہ نہیں گذرا کہ سردی کے واسطے گرم کپڑوں کی ضرورت تھی اور بڑی محنت اور صرف سے کپڑے طیار کرائے تھے مگر اب وہی ہم ہیں اور وہی کپڑے لیکن ان کپڑوں کو اب رکھ نہیں سکتے ضرورت آپڑی ہے کہ نئے طرز کے کپڑے ہوں جو اس موسم کے حسب حال ہوں۔

غرض یہی حال حضرات انسان کا ہے قسم قسم کی غذائیں اندر پہونچ کر صرف اپنا خلاصہ اور خلاصہ چھوڑ کر پاخانے کی شکل میں نکل جاتی ہیں اور پھر انہیں غذاؤں کی ضرورت اور انہیں خلاصوں کی احتیاج پیدا ہوتی رہتی ہے۔

یہی مضمون اور مفہوم ہے تجدید دین کا اسوقت بھی دیکھ لو اور غور سے دیکھ لو کہ کسقدر ضرورت ہے کہ کوئی مرد خدا آوے اور ہماری گمشدہ متاع کو پھر واپس دلائے۔

بڑا ہی بد قسمت ہے وہ انسان جسکا گھر لوٹا جا رہا ہو اور وہ میٹھی نیند سو رہا ہو۔ اور خواب میں جنت کی سیر کر رہا ہو اور خوبصورت عورتیں اسکی گرد ہوں اور وہ اس نیند سے اُٹھنا ایک مصیبت خیال کرتا ہو۔

یہی حال اسوقت اسلام کا ہو رہا ہے دشمن نے چاروں طرف سے اسکا محاصرہ کر لیا ہوا ہے اور بعض اطراف سے در و دیوار کو بھی گرا دیا ہے قریب تھا کہ وہ اندر داخل ہو کر ہمارے ایمان کی متاع لوٹ لے کہ ایک بیدار کرنے والے کی آواز پہونچی۔

یا تو ہمیں اپنے دکھ اور مصیبت کی خبر نہیں ہے اور یا خبر تو ہے مگر ہم پوری لاپروائی سے کام لے رہے ہیں۔ ہمارے سید و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ایک دعا تعلیم فرمائی ہے میں بہت ہی خوش ہوں کہ ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکو قریباً فرض قرار دیا ہے اور وہ یہ ہے اللھم انی اعوذبک من العجز والکسل عجز کیا ہے کہ اسباب ہی کو مہیا نہ کر سکے اور کسل یہ ہے کہ اسباب تو مہیا ہوں لیکن ان سے کام نہ لے سکے۔

کیسا ہی بد قسمت ہے وہ انسان جو اسباب کو مہیا نہیں کرتا اور وہ انسان تو بہت ہی بد قسمت ہیں جنکو اسباب میسر ہوں لیکن وہ ان سے کام نہ لے۔ اب میں تمہیں توجہ دلانی چاہتا ہوں گھر کی حالت پر۔ تمہیں یا مجھے یا ہماری موجودہ نسلوں کو وہ وقت تو یاد ہی نہیں جب ہم اس ملک کے بادشاہ تھے سلطنت بھی خدا تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک بڑی نعمت ہے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ فرمایا ہے جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ یعنے اے میری قوم خدا نے تجھ میں انبیاء کو مبعوث فرمایا اور تجھ کو بادشاہ بنایا۔

جب قوم کی سلطنت ہوتی ہے تو قوم کے ہر فرد میں حکومت کا ایک رنگ آجاتا ہے۔ ہاں ہمیں تو وہ وقت یاد نہیں جب ہم بادشاہ تھے اچھا تو قوم کی سلطنت تو اب

سے نہیں اور خدا کا شکر ہی ہے کہ نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتی تو موجودہ نااتفاقیاں - یہ لاچاری یہ بے کسی اور بے بسی - خودرائی اور خود بینی ہوتی مذہبیات زمانہ کی اطلاع نہ ہوتی تو کسقدر مشکلات کا سامنا ہوتا - اور کیسے دکھوں میں پڑتے - بیرونی حملہ آور اندرونی بغاوتوں کو دیکھ کر حملہ آور ہوتے اور ہلاک کر دیتے - تو یہ خدا کا رحم ہے جو اس نے سلطنت لیکر دوسروں کے حوالے کی اور ہم کو اس دکھ سے بچا لیا جو اسوقت موجودہ حالت کے ہوتے ہوئے ہمیں پہونچتا -

اس کے ماورا وہ مقدس چیز جسکا نام مذہب ہے اور جو ایسا صاف اور مدلل اور معقول تھا کہ فطرت انسانی اسے اپنا محتاج قرار دیتی تھی - اس کا یہ حال ہے کہ اس کے عقاید کو اصول ہو یا فروع ایسا بنا دیا گیا ہے کہ وہ پہیلوں اور چیستانوں میں ڈال رکھا ہے وہ ایک ایسا معما کر دیا گیا ہے کہ حل ہی ہونے میں نہیں آتا -

اسکا اثر اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ جو ایک ناتواں انسان کے بچہ کو جو کھانے اور پینے کا محتاج تھا خدا بنا رہے ہیں اور اپنی گناہوں کی گٹھڑی دوسرے پر ڈال کر جو کچھ کریں سو تھوڑا ہے انکو بھی جرأت اور دلیری ہو گئی کہ وہ اس باطل کی اشاعت میں پورے مستعد اور طیار ہو کر نکلے ہیں - اور کروڑوں کتابوں - اخباروں رسالوں سے کام لے رہے ہیں کہیں ہسپتالوں کی شکل میں کہیں مشن سکولوں کے رنگ میں غرض کہیں کسی بھیس میں کہیں کسی لباس میں انسان کی خدائی منوانے اور اسکو منجی قرار دینے میں زور لگا رہے ہیں - ہمارے لئے یہ امر بھی کوئی رنجیدہ نہ ہوتا اگر انکی کوششوں کی انتہا اپنے ہی مذہب کی اشاعت ہوتی - مگر اس پر آفت یہ بے باکی ہے کہ اپنے مذہب کی اشاعت کا طرز اور رنگ انہوں نے یہ اختیار کر لیا کہ مقدس اسلام پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر بیہودہ دلآزار حملے کرنے شروع کئے ہیں جنکی کوئی انتہا نہیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ محض خیالی باتیں دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب پر حملے کرتے ہیں -

فویل للذین یکتبون بایدیہم ثم یقولون ھذا من عند اللہ

یہ بھی بات ہے کہ ترجمہ مترجم کے ذاتی خیالات ہوتے ہیں اب دیکھو نصاریٰ قوم تراجم کو ہاتھ میں لیکر کہتے پھرتے ہیں خدا کا کلام یعنی کتاب مقدس میں یوں لکھا ہے - حالانکہ اصل کتاب کا پتہ بھی نہیں لگتا کہ کہاں گئی بلکہ یہاں تک مشکلات میں پھنسے ہوئے ہیں کہ ابھی تک یہ فیصلہ ہی نہیں ہوا کہ وہ اصلی زبان جس میں انجیل تھی عبرانی تھی یا یونانی - حالانکہ مسیح علیہ السلام کے آخری کلمات ایلی ایلی لما سبقتانی اور انکی قومی اور مادری زبان سے صاف طور پر یہ پتہ لگتا ہے کہ عبرانی ہی تھی مگر یہ یونانی کہتے جاتے ہیں اصل یہ ہے کہ اصل کتاب کا پتہ ہی نہیں ہے اب جو کچھ انکے ہاتھ میں ہے وہ ذاتی خیالات ہیں -

غرض اس قسم کا تو مذہب کمزور ہو اور پھر اس پر طرفہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی طریق اشاعت کی وجہ سے کہیں خوبصورت عورتوں کے ذریعہ تبلیغ کر کے کہیں ہسپتالوں کے ڈھنگ ڈالکر اخبارات اور رسالجات کی اشاعت سے کوئی قوم کوئی خاندان ایسا نہیں چھوڑا جس میں سے کسی نہ کسی کو گمراہ نہ کر لیا ہو - یہ آفت ہی اسلام کے لئے کم نہ تھی کہ اور قوم اٹھی جو اپنا وجود تو دو ارب سال سے بتاتی ہے مگر آج تک اتنا بھی نہ ہوا کہ اپنی پاک کتاب کو ہند سے باہر ہی کسی قوم کو سنا دیتی ہند سے باہر تو بہت بڑی بات تھی وہ تو اپنے گھر میں بھی برہمنوں کے سوا باقی قوموں کو اس سے آگاہ کرنا گناہ سمجھتی رہی اور اب تک اصل سناتن دھرم والے وید کا پڑھنا بجز برہمن کے دوسرے کے واسطے جائز نہیں سمجھتے - یہ قوم بھی باایں ہمہ اسلام پر اعتراض کرنے کو آگے بڑھی -

فلسفہ - طبعی اور طبابت وغیرہ علوم کی ترقی آزادی اور حریت بے طرح بڑھنے ایک اور قوم کو پیدا کر دیا جو اپنے آپ کو برہمو کہتے ہیں انہوں نے سلسلہ نبوت ہی کا انکار کر دیا ہے اور اپنے ہی کانشنس کو سب کچھ سمجھ لیا حالانکہ وہ تفریق نہیں کر سکتے کہ ایک زانی کا کانشنس زنا ہی کا مجوز کیوں ہے یا ایک ڈاکو اور راہزن خون کرنے اور لوٹ کھسوٹ ہی کا فتویٰ جب دیتا ہے تو وہ گناہ کیوں ہے؟

پھر ان سے اتر کر وہ لڑکے ہیں جن پر آیندہ نسلیں ہونے کا فخر کیا جاتا ہے - اور انکو اپنی بہتری اور بہبودی کا ذریعہ قرار دیا جاتا ہے - انکو سکولوں اور کالجوں میں اس قسم کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جنکا لازمی نتیجہ دہریت اور بے دینی ہونی چاہیئے - اس لئے کروڑ در کروڑ مخلوق دہریت کے لئے طیار ہو رہی ہے ان کالجوں کی ذریت بجائے اس کے کہ وہ خدا پرست اور اعلیٰ درجہ کے الہیات میں غور کرنے والے ہوتے پکے دہریہ اور مذہب کے سلسلہ سے آزاد پیدا ہو رہے ہیں

پھر اندرونی مشکلات قوم کو سمجھنے کے واسطے اہل دل گروہ قوم کا دل اور علماء دماغ تھے اور امراء حکومت کرنے والے تھے لیکن اگر اہل دل - علماء اور امراء کے حالات کو غور سے دیکھیں تو ایک عجیب حیرت ہوتی ہے عظمت الٰہی اور خشیت الٰہی علوم قرآنی کے جاننے کا ذریعہ تھا - انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یا یوں کہو کہ اہل دل گروہ علماء سے بنتا ہے یا اہل دل ہی عالم ہونے چاہیئے تھے مگر یہاں یہ عالم ہی دوسرا ہے -

فقر اور علم میں باہم تباعد ضروری سمجھا جاتا ہے - اور کہا جاتا ہے کہ عالم اور فقر کیا ہو وہ علم جو خشیۃ اللہ کا موجب ہوتا اور دل میں ایک رقت پیدا کرتا -

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

ایک حق جو اور حضرت اقدس
(ایدہ اللہ بنصرہ)

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۱ جلد ۵

پس جب عقیدہ کی تصحیح ہو جاوے تو دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ نیک صحبت میں رہ کر اس معرفت کو ترقی دی جاوے اور دعا کے ذریعہ بصیرت مانگی جاوے۔ جس جس قدر معرفت اور بصیرت بڑہتی جاوے گی اسی قدر محبت میں ترقی ہوتی جاوے گی یاد رکھنا چاہیے کہ محبت بدون معرفت کے ترقی پذیر نہیں ہو سکتی دیکھو انسان ٹمین یا لوہے کے ساتھ اس قدر محبت نہیں کرتا جسقدر تانبے کے ساتھ کرتا ہے پہر تانبے کو اسقدر عزیز نہیں رکھتا جتنا چاندی کو رکھتا ہے اور سونے کو اس سے بہی زیادہ محبوب رکھتا ہے اور ہیرے اور دیگر جواہرات کو اور بہی عزیز رکھتا ہے۔ اسکی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ اسکو ایک معرفت ان دہاتوں کی بابت ملتی ہے۔ جو اسکی محبت کو بڑہاتی ہے۔ پس اصل بات یہی ہے کہ محبت میں ترقی اور قدر و قیمت میں زیادتی کی وجہ معرفت ہی ہے اس سے پیشتر کہ انسان سرور اور لذت کا خواہشمند ہو اسکو ضروری ہے کہ وہ معرفت حاصل کرے۔ لیکن سب سے ضروری امر جس پر ان سب باتوں کی بنیاد رکہی جاتی ہے وہ صبر اور حسن ظن ہے جب تک ایک حیران کر دینے والا صبر نہو کچھ بہی نہیں ہو سکتا۔

جب انسان محض حق جوئی کے لئے تہکا نہ دینے والے صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سعی اور مجاہدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کے موافق اس پر ہدایت کی راہ کہول دیتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنے جو لوگ ہم میں ہو کر سعی اور مجاہدہ کرتے ہیں آخر ہم انکو اپنی راہوں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں ان پر دروازے کہولے جاتے ہیں یہ سچی بات ہے کہ جو ڈہونڈتے ہیں وہ پاتے ہیں کسی نے خوب کہا

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست۔

ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو شخص ہمارے پاس آتا ہے اور کہڑا کہڑا بات کرکے چلدیتا ہے وہ گویا خدا سے ہنسی کرتا ہے یہ خدا جوئی کا طریق نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کا قانون مقرر کیا ہے پس اول شرط خدا جوئی کے لئے سچی طلب ہے دوسری صبر کے ساتھ اس طلب میں لگے رہنا یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے اسی قدر تجربہ بڑہتا جاتا ہے پہر معرفت کے لئے زیادہ دیر تک صحبت میں رہنا ضروری ہوا یا نہیں۔ میںنے بہت سے آدمی دیکھے ہیں جو اپنی اوپل عمر میں دنیا کو ترک کرتے اور چیختے اور چلاتے ہیں آخر انکا انجام یہ دیکہا گیا کہ وہ دنیا میں منہمک پائے گئے اور دنیا کے کیڑے بن گئے۔ دیکھو بعض درختوں کو سفید پہل لگا کرتے ہیں جیسے شہتوت کے درخت کو عارضی طور پر ایک پہل لگتا ہے آخر وہ سارے کا سارا گر جاتا ہے اس کے بعد اصل پہل آتا ہے اسی طرح پر خدا جوئی بہی عارضی طور پر اندر پیدا ہوتی ہے اگر صبر اور حسن ظن کے ساتھ صدق قدم نہ دکہایا جاوے تو وہ عارضی جوش ایک وقت میں آکر ہی نہیں کہ فرو ہو جاتا ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے دل سے محو ہو جاتا ہے اور دنیا کا کیڑا بنا دیتا ہے۔ لیکن اگر صدق و ثبات سے کام لیا جاوے تو اس عارضی جوش اور حق جوئی کے پیاس کے بعد واقعی اور حقیقی طور پر ایک طلب اور خواہش پیدا ہوتی ہے جو دن بدن ترقی کرتی جاتی ہے یہاں تک کہ اسکی راہ میں اگر مشکلات اور مصایب کا پہاڑ بہی آجاوے تو وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا اور قدم آگے ہی بڑہاتا جاتا ہے۔ پس وہ انسان جو اس جوش اور خواہش کے وقت صبر سے کام لے اور یہ سمجھ لے کہ اسکو آخر عمر تک نبہانا ہے وہ بہت ہی خوش طالع ہوتا ہے۔ اور جو چند تجربہ کرکے رہ جاتا ہے اور تہک کر بیٹھ رہتا ہے تو اس کے ہاتھ میں صرف اتنا ہی رہ جاتا ہے کہ وہ کہتا پہرتا ہے کہ میںنے بہت سے باتونی دیکھے اور دوکاندار پائے ایک بہی حق نما اور خدا نما نہ ملا۔

پس میری تو یہی نصیحت ہے میں نہیں جانتا (کہ ہر ایک جو میرے پاس آتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ خدا کے لئے آیا ہے اور خدا کو پانا چاہتا ہے) اسکا کیا حال ہے۔ اسکی نیت کیسی ہے۔ مگر میں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ کی تلاش میں قدم اُٹھاوے سب سے اول اُسکو لازم ہے کہ وہ تصحیح عقاید کرلے۔ یہ معلوم کرے کہ کس خدا کو وہ پانا چاہتا ہے آیا اُس خدا کی تلاش میں وہ ہے جو واقعی دنیا کا خالق اور مالک خدا ہے۔ اور جو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں اور نقایص سے مبرا ہے یا کسی عورت کے نیچے خدا کی تلاش میں ہے یا اور اپنے ہی کمزور اور ناتواں سوسکر وڑ خداؤں کا جو یا ہے۔

کیونکہ اگر اصلی محبوب اور مقصود کنارے ہی پر پڑا رہے تو سمندر میں غوطہ زنی سے کیا حاصل میں مثال کے طور پر کہتا ہوں

مثلاً عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم جو ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اس طرح پر جس طرح عام انسان پیدا ہوتے ہیں اور کھاتا پیتا مگتا موتتا رہا۔ وہ خدا ہے اب یہ تو ممکن ہے کہ ایک شخص کو اس سے محبت ہو لیکن انسانی دانش یہ کبھی تجویز نہیں کرتی کہ ایسا کمزور اور ناتواں انسان خدا بھی ہوتا ہے یا یہ کہ عورتوں کے پیٹ سے بھی خدا پیدا ہوا کرتے ہیں۔ جب کہ پہلا ہی قدم باطل پر پڑا ہے تو دوسرے قدم کی حق پر پڑنیکی کیا امید ہو سکتی ہے۔ جو شعاعیں زندہ خدا کامل صفات سے موصوف خدا کو مان کر دل پر پڑتی ہیں وہ ایک مرنے والی ہستی اور ضعف و ناتوانی کی تصویر پرستی سے کہاں؟؟؟

الطالب لا مذھب له طالب کو تو سارے تعصب اور عقیدے چھوڑ دینے چاہئیں پھر وہ سچے عقاید کی طلب میں لگے تب بہتری کی امید ہو سکتی ہے۔ اسکے لئے بنیادی اینٹ خدا ہونی چاہیئے تب آخری اینٹ بھی خدا ہی ہوگی۔

جلد بازی اچھی چیز نہیں ہے یہ عموماً بدقسمت انسان کی محرومی کا موجب ہوتی ہے مثلاً اگر آپ ہماری صحبت میں نہ رہیں اور چلے جائیں اور دو چار باتیں ہی کہدیں کہ وہاں کیا تھا کچھ نہ ملا تو بتلائیے ہمارا اس میں کیا نقصان ہوگا۔ دنیا میں اس قسم کی باتیں کرنے والے بہت ہیں لیکن محروم و بد قسمت۔ دیکھو اقلیدس کی چند اشکال اگر ایک بچے کے سامنے رکھدیں۔ ممکن ہے وہ بعض اشکال کو پسند کرے لیکن ان اشکال کی پسندیدگی ایسی نفع بخش تو نہیں ہو سکتی اس لئے کہ وہ ان کے نتایج سے بے خبر ہے اور نہیں جانتا کہ ان سے کیا کیا فوائد

پہونچ سکتے ہیں۔

میں نے اسلام پر اعتراض کرنے والے دیکھے بھی ہیں اور ان اعتراضوں کو جمع بھی کیا ہے جو اسلام پر کئے جاتے ہیں میں سچ کہتا ہوں کہ جہاں ان نادانوں نے اعتراض کیا ہے وہی حکمت کا خزانہ اور بیش بہا معارف اور حقایق کا دفینہ ہوتا ہے۔ ان کے ہاتھ میں بجز نادانی اور کور چشمی کے اور کچھ نہیں ہے اعتراض کر کے انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ تاریک دماغ کے انسان ہیں اور کج طبیعت رکھتے ہیں ورنہ وہ معارف اور حقایق کی معدن پر اعتراض نکرتے۔ اس لئے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ نرمی اور تحمل کے ساتھ اصل حقیقت کی طلب میں لگیں۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

ڈائری میں سے چند باتیں

۱۰ - مارچ سنہ ۱۹۰۱ء - ایک شخص نے اپنی بعض مشکلات کے حل کے واسطے دعا کے لئے عرض کی فرمایا (دعا کریں گے) وہ شخص اپنے کاموں میں شاید کسی اور پر بھروسہ رکھتا تھا۔ اسپر فرمایا۔ (انسان پر کبھی بھروسہ نہ کرو صرف خدا پر بھروسہ کرو۔ جب انسان پر بھروسہ کرو گے تب ہی خالی رہو گے اور کچھ حاصل نہو گا۔ اسلام یہی ہے کہ صرف خدا کے لئے ہو جاؤ۔ پھر ساری مشکلات حل ہو جاتے ہیں)۔

فرمایا۔ (خدا تعالےٰ کا جلال اسی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا سے شرک کو دور کیا جائے۔ کیونکہ شرک ایسا گناہ ہے جسکی نسبت خدا نے کہا ہے کہ یہ بخشا نہیں جائے گا۔ اس وقت بڑا شرک یہی ہے کہ مسیح کو خدا بنایا جاتا ہے)

فرمایا۔ (چونکہ نصاریٰ کا فتنہ سب سے بڑا ہے اسواسطے اللہ تعالےٰ نے ایک سورہ قرآن شریف کی تو ساری کی ساری صرف اُن کے متعلق خاص کر دی ہے یعنی سورہ اخلاص اور کوئی سورہ ساری کی ساری کسی قوم کے واسطے خاص نہیں ہے۔

احد کا اسم ہے اور احد کا مفہوم واحد سے بڑھ کر ہے صمد کے معنے ہیں ازل سے غنی بالذات جو بالکل محتاج نہو۔

اقنوم ثلثہ کے ماننے سے وہ محتاج پڑتا ہے)

۷ - مارچ سنہ ۱۹۰۱ء - الہامات کے متعلق ذکر تھا کہ اس میں بہت مشکلات پڑتے ہیں۔ فرمایا (بعض لوگ حدیث النفس اور شیطان کے القاء کو الہام الٰہی سے تمیز نہیں کر سکتے اور دہوکہ کہا جاتے ہیں۔ خدا کیطرف سے جو بات آتی ہے۔ وہ پر شوکت اور لذیذ ہوتی ہے۔ دل پر ایک ٹھوکر مارنے والی ہوتی ہے۔ وہ خدا کی انگلیوں سے نکلی ہوئی ہوتی ہے اسکا ہموزن کوئی نہیں۔ وہ فولاد کیطرح دل میں گرنے والی ہوتی ہے جیسا قرآن شریف میں آیا ہے إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ثقیل کے یہی معنے ہیں۔ مگر شیطان اور نفس کا القاء ایسا نہیں ہوتا حدیث النفس اور شیطان گویا ایک ہی ہیں۔ انسان کے ساتھ دو قوتیں ہمیشہ لگی ہوئی ہیں۔ ایک فرشتے اور دوسرے شیطان۔ گویا اسکی ٹانگوں میں دو رسے پڑے ہوئے ہیں۔ فرشتہ نیکی میں ترغیب اور مدد دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے أَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ اور شیطان بدی کی طرف ترغیب دیتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے یوسوس۔ ان دونوں کا انکار نہیں ہو سکتا۔ ظلمت اور نور ہر دو ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ عدم علم سے عدم شئ